بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

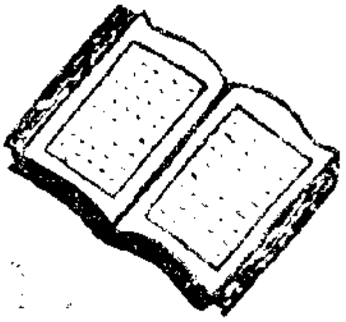

جمال و حسنِ قرآں نورِ جانِ ہر مسلماں ہے
قمر ہے چاند اوروں کا ہمارا چاند قرآں ہے

فون ۶۹۷

الفرقان

یعنی

"مذاہبِ عالم پر نظر"

جون ۱۹۷۳ء

سالانہ اشتراک
پاکستان — آٹھ روپے
بیرونی ممالک بحری ڈاک — ۱ پونڈ
بیرونی ممالک ہوائی ڈاک — ۲ پونڈ
فی پرچہ پاکستان — اسی پیسے

مدیر مسئول
ابو العطاء جالندھری

پاکستان سوسائٹی یونیورسٹی آف اسٹن برمنگھم کا ریزولیشن

The Joint Union
Guilds of Students
University of Aston
Birmingham Polytechnic

Pakistan Society
15. 5. 73.

As we have read in newspapers, the Azad Kashmir Government has unleashed a wave of terror and repression forces in the country. The Qaiyum government is systematically building a police state under the guise of Religion and Democracy.

Pakistan Society in its Executive Committee meeting condemns the resolution adopted by the Azad Kashmir Legislative Assembly declaring Ahmadis a non-Muslim minority and banned the propagation of 'Ahmediat' in the area The Committee also condemns that the Ahmedis be registered and should get representation in various walks of life on the basis of their being non-muslim minority. We call upon the people of A.K. and people of Pakistan to expose this unrealistic, appalling and disgusting attitude of the Assembly towards Ahmadiyya Community in the area. We know that such tactics are always used by the ruling class to divert the attention of the masses from their real cause.

We in the interest of the people and the country ask the President of Azad Kashmir to reconsider the resolution which can adversely affect the unity among the people and can lead to the division of the country which is so vital at the moment.

Muhammed Maqbool Ahmad
Secretary, Pakistan Society.

نوٹ:- اردو ترجمہ صفحہ ے پر ملاحظہ فرمائیں

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

جلد ۲۳ شمارہ ۶	ماہنامہ **الفرقان** ربوہ جون ۱۹۷۳ء	جمادی الاولیٰ ۱۳۹۲ ہجری قمری احسان ۱۳۵۲ ہجری شمسی

ترتیب

• خاتمیتِ محمدیہ کے متعلق تین نقطہ ہائے نگاہ (بہائیوں، عام مولویوں اور احمدیوں کا عقیدہ)	ایڈیٹر	ص۱
• شذرات	ایڈیٹر	ص۴
• کشمیر اسمبلی کی قرارداد کی مذمت	(انگریزی سے ترجمہ)	ص۷
• خطرناک فتنہ (سندھی روزنامہ ہلال پاکستان کا اداریہ)		ص۸
• شورشِ شوریدہ سر سے خطاب (نظم)	جناب نسیم سیفی صاحب	ص۹
• وہ اٹھے ہیں محمد مصطفیٰ کے جاں نثاروں سے (نظم)	" " "	ص۱۰
• البیان — سورۃ القارعۃ کا ترجمہ و مختصر تفسیر	ابوالعطاء	ص۱۱
• اکرامِ ضیف کا بہترین نمونہ (نظم)	جناب چوہدری عبدالسلام صاحب اختر ایم-اے	ص۱۵
• حاصلِ مطالعہ	جناب مولانا دوست محمد صاحب شاہد	ص۱۷
• چند مفید حوالہ جات	مکرم مولوی غلام رسول صاحب مسلم	ص۲۵
• شان النبی صلی اللہ علیہ وسلم (عربی نظم)	جناب پروفیسر محمد عثمان صاحب صدیقی ایم-اے	ص۲۶
• دیں کے چمن میں وقت بہاراں ہے آجکل (نظم)	جناب سید دریس احمد عاجز عظیم آبادی	ص۲۷
• عیسائی پادری سے گفتگو	جناب مولوی سید احمد علی صاحب مربی سلسلہ احمدیہ	ص۲۸
• مرے جنوں کو میسر ہے گرد کوئے رسول (نظم)	جناب سید محمد میاں صاحب سلیم شاہجہانپوری	ص۳۲
• مدیر "نور لاک" کی مفتریات	ایڈیٹر	ص۴۳

بدل اشتراک

پاکستان	آٹھ روپے
بیرونِ ممالک - بحری ڈاک	ایک پاؤنڈ
" " ہوائی ڈاک	دو پاؤنڈ
قیمت فی رسالہ — اسی پیسے	

مدیرِ مسئول

ابوالعطاء جالندھری

فون نمبر ۶۹۲

اداریہ

خاتمیتِ محمدیہ

کے متعلق

تین نقطہ ہائے نگاہ!

بہائیوں، عام مولویوں اور محققین و احمدیوں کا عقیدہ

(۱)

بہائیت شیعوں میں سے بگڑی ہوئی باطنی انتقامی تحریک ہے۔ بابی اور بہائی لوگ اپنے عقائد اور اپنی بنیادی کتابوں کو مخفی رکھتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ عوام تو عوام خواص بھی اس بارے میں غلطی کا شکار ہو جاتے ہیں۔ چنانچہ ہمارے موجودہ مخالفین میں سے مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری اور علامہ اقبال سے لیکر المنبر لائلپور کے مولوی عبدالرحیم صاحب اشرف تک اپنی سطحی معلومات کی بناء پر بانی بہائیت کو مدعی نبوت قرار دیتے رہے ہیں۔ آخر الذکر تو ان دنوں بھی جان بوجھ کر اسی جہالت پر پڑے ہوئے ہیں اور محض عداوتِ احمدیت میں ابھی تک بہاء اللہ کو مدعی نبوت کے طور پر پیش کر رہے ہیں۔

(۲)

بہائی لوگ بہاء اللہ کو ہرگز نبی نہیں مانتے۔ انہوں نے کبھی انہیں نبی نہیں کہا۔ مشہور بہائی عالم ابوالفضل نے ایک شیعہ شیخ عبدالسلام کے جواب میں لکھا کہ:۔

"دیگر جناب شیخ گمان فرمودہ اند کہ شاید ادعائے ایشان ادعائے نبوت باشد محض وہم و گمان خود جناب شیخ است، و ہر کس با اہل بہاء معاشر و یا از کتب ایں طائفہ مطلع باشد میداند کہ نہ در الواح مقدسہ ادعائے نبوت وارد شدہ نہ بر السنۂ اہل بہاء لفظ نبی بر آں وجود اقدس اطلاق گشتہ۔" (الفرائد ص ۲۷۵)

بعض بابی اور بہائی لوگ نہ باب و بہاء کو مدعی نبوت مانتے ہیں تو بھی ان کی کتابوں میں ان کے لئے یہ لفظ وارد

ہوا ہے۔ ہر شخص جو بہائیوں سے ملتا ہے یا ان کی کتابوں سے آگاہ ہے اس بات کو بخوبی جانتا ہے۔

(۳)

بہائی عقیدہ ختم نبوت کے بارے میں یہ ہے کہ خود بہاء اللہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق لکھا ہے:۔

"انقطعت بہ نفحات الوحی" (الواح مبارکہ ص۲۰۵)

کہ آنحضرت پر وحی بالکل منقطع ہو گئی ہے۔

بہائی رسالہ کوکب ہند دہلی صاف لکھتا ہے کہ:۔

"نہ تو آیۂ مبارکہ میں نبی کا لفظ ہے نہ فرقان کے موعود کو نبی کہا گیا ہے نہ اہل بہاء حضرت بہاء اللہ جل ذکرہ الاعظم کو نبی مانتے ہیں۔"

(کوکب ہند دہلی ۱۰ ارمئی ۱۹۲۸ء)

آگے چل کر بہائی لیڈر مدیر کوکب ہند نے لکھا ہے کہ:۔

"اہل بہاء دورِ نبوت کو ختم جانتے ہیں اُمتِ محمدیہ میں بھی نبوت جاری نہیں سمجھتے۔ ہاں خدا کی قدرت کو ختم نہیں مانتے اسلئے خدا کی قدرت کے نئے ظہور کو تسلیم کرتے ہیں جو نبوت سے آگے ایک نئی شان رکھتا ہے۔ اور یہ دورِ نبوت کے ختم ہونے کا اعلان ہے۔ اسی لئے اہل بہاء نے کبھی نہیں کہا کہ نبوت ختم نہیں ہوئی اور موعود کل ادیان نبی یا رسول ہے بلکہ اس کا ظہور مستقل خدائی ظہور ہے۔"

(کوکب ہند دہلی ۲۴ رجون ۱۹۲۸ء)

گویا بہائیوں کے نزدیک نبوت ختم ہو گئی ہے اور اب دورِ انبیاء منقطع ہو گیا ہے۔ فیوضِ محمدی بھی بند ہو گئے ہیں۔ اب بابیت و بہائیت کے ذریعہ "مستقل خدائی ظہور" ہوا ہے جو نبوت سے آگے ہے۔

(۴)

عام ظاہر پرست علماء اور مولوی لوگ کہتے ہیں کہ خاتم النبیین کے یہی معنے درست ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے آنے سے نبیوں کا سلسلہ مطلقاً بند ہو گیا ہے نیز یہ کہ اب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع سے بھی آپ کا کوئی اُمتی اس مقام کو نہیں پا سکتا جو موسوی سلسلہ میں مسیح ناصری نے پایا تھا۔

یہ عوام اور غیر محقق علماء کا نظریہ ہے ورنہ محققین اور اہلِ روحانیت یہی مانتے آئے ہیں کہ خاتم النبیین اور لا نبیّ بعدی کے معنے یہ ہیں:۔

(۱) "انہ لا یأتی بعدہ نبی ینسخ ملتہ ولم یکن من امتہ" (موضوعات کبیر ص...)

کہ ایسا نبی بلاشبہ نہیں آسکتا جو تابع شریعت محمدی ہو اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا اُمتی نہ ہو"

(۲) لا نبی یکون علی شرع یخالف شرعی بل اذا کان یکون تحت حکم شریعتی"

(الفتوحات المکیۃ جلد ۲ ص۳)

کہ ایسا نبی نہ ہوگا جو میری شریعت کے خلاف ہو۔ اب جب بھی اور جو بھی ہوگا وہ میری شریعت کے تابع ہوگا"

علماء محققین اور اہل روحانیت کے اس پاکیزہ موقف کو آجکل کے علماء ظاہر محض اسلئے ترک کر رہے ہیں کہ اس سے احمدیت کی تائید ہوتی ہے۔

(۵)

جماعت احمدیہ کا موقف خاتمیت محمدیہ کے بارے میں یہ ہے کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم سب نبیوں کے سرتاج ہیں۔ آپ کے آنے کے بعد فیوض نبوت کے دروازے غیروں پر بند ہیں۔ کوئی نئی شریعت لانے والا نبی نہیں آسکتا مگر آپ کے اُمتیوں کے لئے سب نعماء ربانی میسر ہیں۔ حضرت بانی سلسلہ احمدیہ تحریر فرماتے ہیں:-

"آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم الانبیاء ٹھہرایا گیا جس کے یہ معنے ہیں کہ آپ کے بعد براہ راست فیوض نبوت منقطع ہو گئے اور اب کمال نبوت صرف اسی شخص کو ملے گا جو اپنے اعمال پر اتباع نبوی کی مُہر رکھتا ہوگا اور اس طرح پر وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا بیٹا اور آپ کا وارث ہوگا" (کتاب ریویو بر مباحثہ بٹالوی و چکڑالوی ص۶)

قارئین کرام! خدارا غور فرمائیں کہ خاتمیت محمدیہ کے بارے میں کونسا نقطۂ نگاہ شان نبوی کے مطابق ہے؟ کیا علماء دیہاتیوں کی ہمنوائی کر کے اسلام کی کوئی خدمت کر رہے ہیں؟

شذرات

۱۔ "احمدی ختم نبوت کے قائل ہیں"

مشہور ہفتہ روزہ "پاک پنجاب" اوکاڑہ کے فاضل مدیر نے اپنے اداریہ "مسئلہ کشمیر کی فتح" میں تحریر فرمایا ہے کہ:-

"احمدی حضرات حکومت کے وفادار ہیں۔ پاکستان کے معزز شہری ہیں۔ ختم نبوت کے قائل ہیں۔ البتہ ان کی

ایک الگ تنظیم ہے جس طرح دوسرے مسلمانوں نے اپنی اپنی تنظیمیں قائم کر رکھی ہیں۔ زکوٰۃ، وراثت اور اخوتِ محمدی کا جذبہ جس قدر اس فرقہ میں موجود ہے وہ کسی دوسرے فرقے میں نہیں ملے گا۔ آجکل حق کی بات کہنا بھی کفر کی سند حاصل کرنے سے کم نہیں، ہمارے علماء فوراً کفر کا فتویٰ صادر کر دیتے ہیں۔" (ہفت روزہ پاک پنجاب اوکاڑہ جلد ۳ نمبر ۱۵ مورخہ ۴ جون ۱۹۷۳ء)

الفرقان - تازہ اعلانات میں یہ ایک واضح اعلان ہے جس میں جماعت احمدیہ کے صحیح موقف کو ذکر کیا گیا ہے۔ فاضل مدیر کو حق بات کہنے پر "کفر کے فتویٰ" کا خطرہ محسوس ہوا ہے مگر وہ مطمئن رہیں کہ اہلِ حق اس میدان میں لاپرواہ ہوتے ہیں۔

۲- قومی اسمبلی میں احمدیوں کے خلاف قرارداد مسترد

ہفت روزہ خدام الدین لاہور لکھتا ہے:-

"شیخ الحدیث مولانا عبدالحق اور مولانا عبدالحکیم ممبران قومی اسمبلی نے اسمبلی کے حالیہ اجلاس میں قادیانیوں کو اقلیت قرار دینے کی قرارداد پیش کرنے کی کوشش کرتے ہوئے نیشنل اسمبلی کے سیکرٹری کے نام حسب ذیل قرارداد شامل کرنے کا تحریری نوٹس بھیجا تھا:-

"اس اسمبلی کی رائے ہے کہ پاکستان میں مرزائی جماعت اور اس کے تمام افراد (قادیانی اور لاہوری ہردو جماعتوں) کو قرآن و سنت اور اجماعِ اُمت کے متفقہ فیصلہ کی بناء پر غیر مسلم اقلیت قرار دیدیا جائے۔ ان کی تمام تبلیغی سرگرمیوں پر پابندی عاید کی جائے اور انہیں تمام شعبوں میں اپنا علیحدہ تشخص قائم کرنے کی اجازت دی جائے۔ یہ اسمبلی آزاد کشمیر اسمبلی کی اس قرارداد کی تحسین اور تائید کرتی ہے جس میں مرزائیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے اور ان کی رجسٹریشن کرانے پر زور دیا گیا ہے نیز آئندہ کے لئے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی قسم کے دعویٰ نبوت کرنے یا ایسے کسی مدعی کی پیروی کرنے والوں کے ساتھ مرتد کا سلوک کیا جائے۔"

قومی اسمبلی کے سپیکر کی طرف سے ڈپٹی سیکرٹری نے ۲۴ رمئی کو تحریری جواب میں یہ کہتے ہوئے اس نوٹس کو مسترد کر دیا کہ ایسی کوئی قرارداد اسمبلی کے قواعد اور طریق کار پر پوری نہیں اترتی اسلئے اسے زیر بحث نہیں لایا جا سکتا۔"

(رسالہ خدام الدین ۸ رجون ۱۹۷۳ء صفحہ ۱۸-۳)

الفرقان - یہ فیصلہ نہایت درست ہے - ورنہ کل کلاں شیعوں، مودودیوں، اہلحدیثوں، دیوبندیوں اور بریلویوں کو بھی اقلیت قرار دینے کے لئے

ریزولیوشن شروع ہو جاتے۔

۳۔ پنجاب صوبائی اسمبلی کے سپیکر کا فیصلہ

روزنامہ نوائے وقت لاہور لکھتا ہے :۔

"لاہور ۸ رجون (اپنے سٹاف رپورٹر سے) آج صوبائی اسمبلی میں حزب اختلاف کے رکن میاں خورشید انور کے ایک پوائنٹ آف آرڈر پر سپیکر شیخ رفیق احمد نے کہا کہ پاکستان کے آئین میں ایسی کوئی گنجائش نہیں ہے کہ مرکزی یا صوبائی اسمبلی کسی فرقہ کو اقلیت قرار دے سکے۔ انہوں نے کہا کہ مسلمان کی تعریف و تشریح آئین میں کر دی گئی ہے اور ملک کا جو بھی سربراہ ہو گا اس کے لئے لازم ہے کہ وہ مسلمان ہو۔ انہوں نے کہا کہ صوبائی اسمبلی کسی فرقہ کو اقلیت قرار نہیں دے سکتی بلکہ قرارداد پر ایوان غور نہیں کر سکتا اس کی سفارش کیسے کی جا سکتی ہے۔ میاں خورشید انور نے ایوان میں ایک قرارداد پیش کرنے کا نوٹس دیا تھا جس میں کہا گیا تھا کہ صوبائی اسمبلی مرکزی حکومت سے سفارش کرے کہ احمدیوں کو ملک میں اقلیت قرار دیا جائے۔ میاں خورشید انور نے کہا کہ ہم نے صرف سفارش کرنی ہے۔ اس پر سپیکر نے کہا کہ اس طرح جیسے کہ احمدیوں کو اقلیت قرار دیں تو سفارش کی جا سکتی ہے اور اسمبلی کو کسی فرقہ کو اقلیت قرار دینے کا کوئی اختیار حاصل نہیں ہے۔"

(نوائے وقت ۹ رجون ۱۹۷۳ء)

الفرقان۔ یہ ایک اصولی فیصلہ ہے۔ آئین کے رُو سے اور عقلاً بھی مرکزی یا صوبائی اسمبلی کے دائرہ اختیار میں یہ بات داخل ہی نہیں کہ وہ کسی فرقہ کو اقلیت قرار دے۔

۴۔ سندھ اسمبلی نے بھی احمدیوں کے خلاف قرارداد مسترد کر دی۔

روزنامہ جسارت کراچی لکھتا ہے :۔

"کراچی۔ ۳۰ رمئی (سٹاف رپورٹر) قومی اسمبلی کے بعد سندھ اسمبلی کے سپیکر نے بھی قادیانیوں کو اقلیت قرار دینے کی قرارداد کے نوٹس کو خلاف قاعدہ قرار دے کر مسترد کر دیا۔ واضح رہے کہ چند یوم قبل جمعیت علماء پاکستان کے تین ارکان کی جانب سے یہ قرارداد پیش کرنے کا نوٹس دیا گیا ہے۔"

(روزنامہ جسارت یکم جون ۱۹۷۳ء)

الفرقان۔ الحمد للہ کہ علماء جس شر کی آگ کو ملک کی اسمبلیوں میں بھڑکانا چاہتے ہیں اہل دانش و تدبر نے اسے روک دیا ہے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس ملک کے سیاستدانوں کو سمجھ دے کہ وہ ملکی امور کو صحیح رنگ میں سرانجام دیتے رہیں۔ (باقی صفحہ ۴۲ پر)

اُردو ترجمہ

آزاد کشمیر اسمبلی کی قرارداد کی مذمّت

پاکستان سوسائٹی یونیورسٹی آف آسٹن برمنگھم پالی ٹیکنیک ——— ریزولیوشن

ہم نے اخبارات میں یہ خبر پڑھی ہے کہ حکومت آزاد کشمیر نے طلبار اور ملک کی ترقی کرنے والی طاقتوں کے خلاف ظلم و استبداد کا ایک دروازہ کھول دیا ہے اور قیوم حکومت مذہب اور جمہوریت کا لبادہ اوڑھ کر ریاست میں مستبد حکومت قائم کر رہی ہے۔

پاکستان سوسائٹی کی مجلس عاملہ کے اجلاس میں آزاد کشمیر کی قانون ساز اسمبلی کا ریزولیوشن زیر غور آیا۔ جس میں احمدیوں کو ایک غیر مسلم اقلیت قرار دیا گیا ہے اور ریاست میں احمدیوں کی تبلیغ پر قدغن لگائی گئی ہے۔ اور انہیں حکم دیا گیا ہے کہ وہ ایک غیر مسلم اقلیت کی حیثیت سے اپنے نام درج رجسٹر کرائیں اور اپنی تعداد کی نسبت سے سرکاری محکموں میں ملازمتیں حاصل کریں۔ پاکستان سوسائٹی اس قرارداد کی مذمّت کرتی اور آزاد کشمیر کی حکومت اور عوام اور نیز پاکستان کے عوام سے مطالبہ کرتی ہے کہ وہ ریاست کی قانون ساز اسمبلی کے اس غیر معقول، ظالمانہ اور قابلِ صد نفرت رویّے کی قلعی کھولیں۔ ہم جانتے ہیں کہ اس قسم کے ہتھکنڈے حکمران جماعت کی طرف سے اُسی وقت استعمال کئے جاتے ہیں جب عوام کی توجہ کو اصل مقصد سے ہٹانا مقصود ہوتا ہے۔ ہم آزاد کشمیر کے صدر سے توقع رکھتے ہیں کہ ملک و ملت کی بہبود کو مدّنظر رکھتے ہوئے وہ اس قرارداد پر دوبارہ غور کریں گے اور جس قدر جلد ممکن ہو اسے واپس لیں گے۔ کیونکہ اس قسم کے ریزولیوشن سے ملک کے اتحاد پر بُرا اثر پڑتا ہے اور وہ مُلک کی سالمیت کو ٹکڑے ٹکڑے کرنے کا موجب ہو جاتا ہے حالانکہ ملک کو اس وقت اتحاد کی اشد ضرورت ہے۔

محمد مقبول احمد
سیکرٹری پاکستان سوسائٹی
۱۵ر مئی ۱۹۷۳ء

نوٹ:- اصل ریزولیوشن انگریزی میں ہے وہ ٹائیٹل ص۳ پر ملاحظہ فرمائیں۔

خطرناک فتنہ

سندھی روزنامہ ہلالِ پاکستان سکھر کا اداریہ

[مکرمی ومخدومی مولانا ابوالعطاء صاحب　　السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ
احمدیت کی آڑ میں مولوی کشمیر اور ملتان سے فتنہ کی جو آگ بھڑکا رہے ہیں اس کے متعلق سندھی روزنامہ ہلالِ پاکستان سکھر کا اداریہ بعنوان "نئون فتنوں" ارسالِ خدمت ہے۔ قارئین الفرقان کیلئے شاید دلچسپی کا باعث ہو سکے (ملک محمد سلیم مربی سکھر و جیکب آباد)]

"سیاسی مولویوں نے ایک اور فتنہ کھڑا کیا ہے۔ پہلے ہی ملک میں فتنوں کی کمی نہ تھی اور ہمیشہ ہی ان کا اسلام خطرے میں رہتا ہے .... چنانچہ مولویوں کا یہ نیا فتنہ بھی قابلِ مذمت سمجھا جائے گا جو یہ ہے کہ انہوں نے قادیانیوں کو پاکستان کی اقلیت قرار دیکر مسلمانوں سے ہی خارج کر دیا ہے۔ ایسے پوسٹر "تحفظ ختم نبوت" کے نام سے شہر میں لگائے گئے ہیں اور (دوسرے) مسلمانوں کو قادیانیوں کے خلاف خوب بھڑکایا گیا ہے۔ اس نازک وقت میں جبکہ صدر بھٹو کی زیر قیادت ملک کی اندرونی اور بیرونی حالتیں بہت زیادہ بہتر ہوئی ہیں۔ سیاسی اور اقتصادی معاملات اور مسائل خوبی سے حل ہو رہے ہیں۔ .... مولویوں کی ذہنیت اظہر من الشمس ہے۔ وہ مسلمانوں کو آپس میں لڑا کر ایسی حالت بنانا چاہتے ہیں جس سے جمہوریت کا خاتمہ ہو جائے اور ملک پر آمریت مسلط ہو جائے۔ ظاہر ہے آمریت میں مولویوں کو فائدہ ہی فائدہ ہے .... چنانچہ یہ ملّا ہی ہیں جن کی فتنہ و فساد والی ذہنیت نے نہ صرف پاکستان بلکہ عالمِ اسلام کو غیر ملکی طاقت کے آگے کمزور کرکے جھکا دیا۔ تبھی تو شاعرِ مشرق علامہ اقبال مرحوم کا مولویوں سے متعلق یہ نظریہ رہا ہے کہ ؎

دین کافر فکر و تدبیر و جہاد
دینِ مُلّا فی سبیل اللہ فساد

یہ مولوی ہی تھے جنہوں نے منصور کو سولی پر لٹکایا اور مسلمان مفکروں کی زبانیں اور انگلیاں کٹوا دیں۔ ان مولویوں کی فتنہ انگیزی کے واقعات تاریخ اسلام میں برابر موجود ہیں۔ سوال یہ ہے کہ موجودہ وقت میں قادیانیوں کو مسلمانوں میں سے خارج کرنے اور اقلیت قرار دینے کی کیا ضرورت تھی۔ ایسا کرنے سے اسلام و پاکستان کی کونسی خدمت سرانجام دی جا سکتی ہے؟ البتہ مسلمانوں کے اندر زیادہ نفاق و پھوٹ پیدا ہوگی، کشیدگی بڑھے گی، فساد ہوں گے، گولیاں چلیں گی۔

ہم کو یاد ہے کہ قیامِ پاکستان کے پہلے سالوں میں جب مرکز میں خواجہ ناظم الدین کی حکومت تھی، پنجاب کے وزیرِ اعلیٰ میاں ممتاز دولتانہ تھے تب پنجاب میں احراری جماعت (کانگرس کی بہن) نے ختم نبوت کے نام پر فتنہ پیدا کیا تھا اور قادیانیوں کو الگ اقلیتی قوم قرار دینے اور اسلام سے خارج کرنے کی تحریک چلائی تھی۔ اس فتنہ نے لاہور میں خونریز فساد کرائے، مارشل لاء لگوایا اور بہت سے مسلمان موت کا شکار ہوئے۔ اب پھر وہی فتنہ آزاد کشمیر اور ملتان سے شروع ہوا ہے جس کو ہم پاکستان دشمن قوتوں کا اشارہ سمجھتے ہیں۔ بڑی طاقتیں جو کہ حزبِ مخالف سیاسی پارٹیوں کی مدد کر رہی ہیں اب مذہبی جذبہ پیدا کرکے مسلمانوں میں کشیدگی پیدا کر رہی ہیں۔ اس وقت کے حالات کو مدِنظر رکھتے ہوئے ہم اس فتنہ کو خطرناک قرار دیتے ہیں اور ہمارا مطالبہ ہے کہ مرکزی حکومت اس فتنہ کو آگے بڑھنے سے روکنے کے لئے تدابیر اختیار کرے اور فوری قدم اٹھائے"

(سندھی روزنامہ ہلالِ پاکستان سکھر ۱۲ رمئی ۱۹۷۳ء)

شورشِ شوریدہ سر سے خطاب

(از قلم جناب نسیم سیفی صاحب)

شورش جو بپا ہو کبھی شوریدہ سری سے
کھل جائیں سبھی اسرار تری پردہ دری سے

یوں خاکِ مدینہ سے محبت کا ہے دعویٰ
دل تیرا بہلتا ہے مگر کوہ مری سے

مسلم کی صفات اور ہیں مقصد کی صفات اور
اسلام کا کیا رشتہ بھلا فتنہ گری سے

کرتا تو ہے تو بوذرؓ و سلمانؓ کی باتیں
واقف نہ ہوئی تیری نظر دیدہ وری سے

ہے شمعِ فروزانِ محمدؐ سے بہت دور
فطرت ہوئی تاریک تری بے نظری سے

تو مغبچہ و پیرِ مغاں سے نہ اُلجھ جا
چلتا ہے ترا کام تو شیشہ کی پری سے

تجھ ایسے مسافر سے ہے راہوں کو ندامت
رہرو بھی پریشاں ہیں تری ہمسفری سے

ملتی ہے تجھے دادِ سخن تو بہت اچھا
واقف ہے زمانہ مری آہِ سحری سے

کیا تو نے ترپین میں نہ دیکھا تھا کہ مومن
لڑتا ہے تو لڑتا ہے وہ کس بے جگری سے

فتووں کا جنہیں شوق ہے لکھتے رہیں فتوے
واقف نہیں کیا فتووں کی وہ بے اثری سے

اسناد کا محتاج نہیں ہے مرا اسلام
دبتا نہیں ملّاؤں کی میں عشوہ گری سے

اللہ کا فرقان تو کہتا ہے مسلماں
جو چاہیں کہیں لوگ مجھے خیرہ سری سے

بڑھتا ہے نسیمؔ اور مرا ذوقِ فراواں
گھٹتا ہے سفر اور مری بے خبری سے

وہ اُلجھے ہیں محمد مصطفیٰؐ کے جاں نثاروں سے

(محترم جناب نسیم سیفی صاحب)

پنپتی ہے ہوس جن کی نگاہوں کے اشاروں سے
وہ اُلجھے ہیں محمد مصطفیٰؐ کے جاں نثاروں سے

انہیں پندارِ عصمت خود فریبی کی طرف لایا
بہاریں جن کی ہیں معمور عصیاں کے شراروں سے

سجودِ شوق کو جن کی جبیں سے عار آتی ہے
خراج داد لیتے ہیں وہی پرہیزگاروں سے

کہاں سے آئے ہو، جانا کہاں ہے کون ہو تم سب
کوئی پوچھے تو کیا پوچھے بھلا پانچوں سواروں سے

کوئی آنکھیں دکھائے تو وہیں بے دست و پا ہیں وہ
اُلجھتے ہیں مگر دل کھول کر بے اختیاروں سے

بگڑ بیٹھے ہیں بادہ نوش پیمانہ کی گردش سے
سُنا ہے یہ کسی نے میکدے کے رازداروں سے

بُتانِ حیلہ جُو کی دوستی سے ہو گئے رُسوا
وہ کیوں ملتے ہیں اُس بازار کے ان ماہ پاروں سے

یہ مانا شاعری پیشہ نہیں ہے آپ کا لیکن
نسیمؔ اشعار تو ہیں آپ کے اچھے ہزاروں سے

سُوۡرَۃُ الۡاَنۡعَامِ

اَلۡبَیَانُ

قرآن مجید کا سلیس اُردو ترجمہ مختصر اور مفید تفسیری حواشی کے ساتھ

وَهُوَ الْقَاهِرُ فَوْقَ عِبَادِهٖ وَيُرْسِلُ عَلَيْكُمْ حَفَظَةً ؕ حَتّٰٓى

اللہ ہی اپنے بندوں پر غالب اور قابض ہے ۔ اور وہ تم پر نگران اور نگہبان بھیجتا رہتا ہے ۔ یہاں تک کہ

اِذَا جَآءَ اَحَدَكُمُ الْمَوْتُ تَوَفَّتْهُ رُسُلُنَا وَهُمْ لَا يُفَرِّطُوْنَ ○

جب تم میں سے کسی کی موت کا وقت آ جاتا ہے تو ہمارے فرستادے اس کی روح قبض کر لیتے ہیں اور وہ کوئی کمی کوتاہی نہیں کرتے

ثُمَّ رُدُّوْٓا اِلَى اللّٰهِ مَوْلٰىهُمُ الْحَقِّ ؕ اَلَا لَهُ الْحُكْمُ وَهُوَ

پھر یہ سب لوگ اپنے حقیقی آقا اللہ تعالیٰ کی طرف لوٹائے جائیں گے۔ دیکھو! آگاہ رہو کہ اسی کا حکم ہے اور وہ

اَسْرَعُ الْحٰسِبِيْنَ ○ قُلْ مَنْ يُّنَجِّيْكُمْ مِّنْ ظُلُمٰتِ الْبَرِّ

جلد تر حساب لینے والا ہے ۔ اے رسول! تو دریافت کر کہ تمہیں خشکی اور تری کی تاریکیوں سے کون

تفسیر :-

مخالفین حق کے انجام کے سلسلہ میں اللہ تعالیٰ نے پہلی دو آیتوں میں واضح فرمایا ہے کہ سب انسان اور جمیع کائنات اللہ تعالیٰ کے قبضۂ قدرت میں ہے اور آخر کار سب انسانوں کو اللہ تعالیٰ کے سامنے پیش ہونا ہے ۔ کوئی شخص محاسبہ سے بچ نہیں سکتا ۔

تیسری اور چوتھی آیت میں یہ مضمون بیان ہوا ہے کہ خشکی و تری کی جملہ آفات و مصائب

وَالْبَحْرِ تَدْعُوْنَهٗ تَضَرُّعًا وَّخُفْيَةً ۚ لَئِنْ اَنْجٰنَا مِنْ

نجات دیتا ہے جسے تم عاجزانہ طور پر مخفی پکارتے ہوئے کہتے ہو کہ اگر وہ اللہ ہمیں اس مصیبت سے بچالے

هٰذِهٖ لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الشّٰكِرِيْنَ ۝ قُلِ اللّٰهُ يُنَجِّيْكُمْ مِّنْهَا

تو ہم ضرور شکرگزار بندوں میں سے بن جائیں گے۔ کہہ دے کہ اللہ ہی تمہیں اس آفت سے بھی

وَمِنْ كُلِّ كَرْبٍ ثُمَّ اَنْتُمْ تُشْرِكُوْنَ ۝ قُلْ هُوَ الْقَادِرُ عَلٰٓى

اور دیگر تمام بلاؤں سے نجات دیتا ہے تم پھر بھی اسکے ساتھ شریک ٹھہراتے ہو۔ کہہ دے کہ اللہ تعالیٰ قادر ہے

اَنْ يَّبْعَثَ عَلَيْكُمْ عَذَابًا مِّنْ فَوْقِكُمْ اَوْ مِنْ تَحْتِ

کہ وہ تم کو تمہارے اوپر سے یا تمہارے پاؤں کے نیچے سے مبتلائے عذاب کردے

اَرْجُلِكُمْ اَوْ يَلْبِسَكُمْ شِيَعًا وَّيُذِيْقَ بَعْضَكُمْ بَاْسَ بَعْضٍ ۗ

یا تمہیں گروہ در گروہ بنا کر ایک کو دوسرے کا عذاب چکھائے۔

اُنْظُرْ كَيْفَ نُصَرِّفُ الْاٰيٰتِ لَعَلَّهُمْ يَفْقَهُوْنَ ۝ وَكَذَّبَ

تم غور کرو کہ ہم کس طرح مختلف پیرایوں میں نشانات ذکر کرتے ہیں تاکہ وہ غور و فکر سے کام لیں۔ اے رسول!

دُور کرنے کی قدرت صرف اللہ تعالیٰ کو ہے اور وہی انسانوں کی عاجزانہ دُعائیں سُنکر انہیں نجات بخشتا ہے۔

پانچویں آیت میں اللہ تعالیٰ نے مکذبین کو اپنے عذاب کی مختلف نوعیتوں سے آگاہ فرمایا ہے۔ اُوپر کے عذاب سے مراد سماوی عذاب ہیں۔ حکمرانوں کی طرف سے عذاب بھی مراد ہیں۔ ہر عذاب جو مادی یا تصوراتی طور پر اُوپر سے آتا ہے وہ عذابًا مِّن فوقکم کا مصداق ہے۔ پاؤں کے نیچے سے عذاب، زمین کے جملہ عذاب زلازل، قحط، طوفان وغیرہ ہیں۔ نیز ماتحتوں کی طرف سے آنے والے عذاب بھی مراد ہیں۔ تیسری نوعیت عذاب کی باہمی تفرقہ اور

بِهٖ قَوْمُكَ وَهُوَ الْحَقُّ ۭ قُلْ لَّسْتُ عَلَيْكُمْ بِوَكِيْلٍ ۝ لِكُلِّ

تیری قوم نے اس (قرآن یا دین) کی تکذیب کی ہے حالانکہ وہ ایک واضح حقیقت ہے۔ تو کہدے کہ میں تم پر داروغہ نہیں ہوں۔

نَبَاٍ مُّسْتَقَرٌّ ۡ وَّسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ۝ وَاِذَا رَاَيْتَ الَّذِيْنَ

پیشگوئی کا انجام اور ٹھکانہ ہے تمہیں عنقریب معلوم ہو جائے گا۔ جب تو ان لوگوں کو دیکھے جو

يَخُوْضُوْنَ فِيْٓ اٰيٰتِنَا فَاَعْرِضْ عَنْهُمْ حَتّٰى يَخُوْضُوْا فِيْ

ہماری آیات میں بے جا رنگ میں سوچتے ہیں تو تو ان سے اعراض کر یہاں تک کہ وہ کسی

حَدِيْثٍ غَيْرِهٖ ۭ وَاِمَّا يُنْسِيَنَّكَ الشَّيْطٰنُ فَلَا تَقْعُدْ

اور معاملہ میں سوچیں۔ ہاں اگر شیطان اس بارے میں تمہیں بھلا دے تو یاد آنے پر

بَعْدَ الذِّكْرٰى مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ۝ وَمَا عَلَى الَّذِيْنَ

ان ظالم لوگوں کے ساتھ مت بیٹھیں۔ تقویٰ شعار لوگوں پر

يَتَّقُوْنَ مِنْ حِسَابِهِمْ مِّنْ شَيْءٍ وَّلٰكِنْ ذِكْرٰى لَعَلَّهُمْ

ان لوگوں کے حساب کے بارے میں کوئی ذمہ داری نہیں لیکن انہیں یاد دہانی کرانا ضروری ہے تاکہ وہ بھی

ایک دوسرے سے برسرِ پیکار رہوتا ہے۔ یہ عذاب بھی قوموں کے لئے ہلاک ہوتا ہے۔

چھٹی اور **ساتویں آیات** میں قرآن پاک کے حق ہونے کے اعلان کے ساتھ مخالفین کی تکذیب اور ان کے خطرناک انجام سے آگاہ کیا گیا ہے۔

آٹھویں آیت میں اُن لوگوں کا ذکر ہے جو اللہ تعالیٰ کی آیات، اسکے نشانات اور احکام کے بارے میں استہزائیہ رنگ اختیار کرتے ہیں اُن کی مجالس میں بیٹھنے سے منع فرمایا ہے کیونکہ مومن انسان کے لئے غیور ہونا لازمی ہے۔

نویں اور دسویں آیت میں بتایا ہے کہ مجرموں کی ذمہ داری انہیں پر ہے لیکن دین

يَتَّقُوْنَ ۝ وَذَرِ الَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا دِيْنَهُمْ لَعِبًا وَّلَهْوًا وَّ

متقی بن جائیں۔ اے رسول! تو ان لوگوں سے سروکار نہ رکھ جنہوں نے اپنے دین کو کھیل اور تماشے کا رنگ دے رکھا ہے اور

غَرَّتْهُمُ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا وَذَكِّرْ بِهٖٓ اَنْ تُبْسَلَ نَفْسٌۢ

اس ورلی زندگی نے انہیں فریب دیا ہوا ہے۔ البتہ تو اس قرآن کے ذریعہ ہر انسان کو ڈرا اس خطرہ کے پیش نظر کہ ہر جان

بِمَا كَسَبَتْ ۖ لَيْسَ لَهَا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلِيٌّ وَّلَا شَفِيْعٌ ۚ

اپنے برے اعمال کے بدلہ میں سزا پائیگی۔ اور اس وقت اس کا کوئی مددگار اور سفارشی نہ ہوگا۔

وَاِنْ تَعْدِلْ كُلَّ عَدْلٍ لَّا يُؤْخَذْ مِنْهَا ۭ اُولٰۗىِٕكَ الَّذِيْنَ

حتیٰ کہ اگر وہ جان ہر قسم کا فدیہ اور معاوضہ بھی دینا چاہے تو اس سے نہ لیا جائے گا۔ یہی وہ لوگ ہوں گے جنہیں

اُبْسِلُوْا بِمَا كَسَبُوْا ۚ لَهُمْ شَرَابٌ مِّنْ حَمِيْمٍ وَّعَذَابٌ

اپنی بداعمالیوں کے بدلہ میں سزا دی جائیگی۔ انہیں ان کے مسلسل کفر کے بدلہ میں پینے کے لئے ابلتا ہوا پانی دیا جائے گا نیز

اَلِيْمٌۢ بِمَا كَانُوْا يَكْفُرُوْنَ ۝ ع ۸/۱۴

دردناک عذاب پہنچے گا۔

کو تمسخر اور کھیل سمجھنے والوں کو عذاب سے ڈرانا ضروری ہے تا وہ اپنے برے کاموں سے باز آجائیں۔ انہیں بتایا جانا چاہیئے کہ محاسبہ کے وقت کوئی کسی کے کام نہ آئے گا اور نہ ہی کوئی فدیہ قبول ہوگا۔ اس دن کا عذاب بھی ہولناک ہوگا اسلئے توبہ کرنا ضروری ہے۔

سیرت حضرت مسیح موعود علیہ السلام

دَورِ حاضر میں سادگی اور اکرامِ ضیف کا بہترین نمونہ

کرنل الطاف علی خان صاحب کا حضرت مسیح پاکؑ کی خدمت میں حاضر ہونا

(جناب چوہدری عبدالسلام صاحب اختر ایم۔اے)

نہیں ہے یہ بیاں شاہنشہی کا۔ مُلک گیری کا
کہ یہ ہے اک مرقع بادشاہی میں۔ فقیری کا

یہ دَورِ نَو۔ نمود و نام کی بھرمار ہے جس میں
نمائش کی سراپا۔ گرمیٔ بازار ہے جس میں

جہاں تہذیبِ نَو۔ ہر گام پر اِٹھلا کے چلتی ہے
جہاں بھٹکی ہوئی انسانیت تھرّا کے چلتی ہے

جہاں چہروں پہ مُنہ کھولے ہوئے ہے رنگ کا غازہ
جہاں ظاہر سے ہو سکتا نہیں۔ باطن کا اندازہ

وہاں موعودِ عالَم کی حیاتِ دل نشیں دیکھو
بسر کس طرح سے ہوتے تھے لمحاتِ حسیں دیکھو

روایت ہے کہ اک دن حضرتِ اقدس کی خدمت میں
اِک اعلیٰ افسر آئے قادیاں شوقِ زیارت میں

بہت ارفع۔ نظامِ ملک میں۔ ہر گام تھا اُن کا
وہ کرنل تھے۔ اور الطاف علی خاں نام تھا اُن کا

عقیدے کے تھے عیسائی مگر تھی اور بات اُن کی
قیودِ راہ و رسمِ دیں سے تھی۔ آزاد ذات اُن کی

لباسِ فاخرہ ملبوسِ تن تھا۔ جانِ زیبائی
تمدّن کی نزاکت تھی سراسر میزانِ رعنائی

قدم مثلِ خیالِ گردشِ پیمانہ رکھتے تھے
طبیعت میں مزاجِ شوکتِ شاہانہ رکھتے تھے

وہ آئے اور حضورِ پاکؑ کو پیغام بھجوایا
کہ شوقِ دید اک بندے کو لیکر ہے یہاں آیا

اگر تسکینِ رُوح و قالبِ جاں ہو تو بہتر ہے
میسّر تخلیئے کا کوئی ساماں ہو تو بہتر ہے

لہ منقول از" شمائل احمد صفحہ ۹۴)

مسیحِ پاک سے لے کر اجازت باریابی کی
جناب کرنل الطاف علی حاضر ہوئے جلدی

مگر یہ کیا؟ نگاہِ شوق نے کیا ماجرا دیکھا
تصوّر میں نہ جانے کیا تھا اور آنکھوں نے کیا دیکھا

وہ موعودِ حبیبِ دوجہاں وہ نورِ یزدانی
جو اِس عالَم کے حق میں آپ تھا اک عالَمِ ثانی

کھنچے آتے تھے جس کی سمت پروانوں پہ پروانے
نگوں تھے جس کے در پر کل شہنشاہوں کے شانے

وہ خود بیٹھا ہُوا تھا بوریے کے اک کنارے پر
قلم ہاتھوں میں اور دل عرش کے پُرکیف دھارے پر

مجسّم اک شبیہہِ پاک بینی۔ پاک دامانی
ہو جیسے چشمۂ افلاک سے نتھرا ہُوا پانی

چہ باید مرد را طبعِ بلندے، مشربِ نابے
دلِ گرمے نگاہِ پاک بینے جانِ بیتابے

ابھی دامِ تحیّر میں ہی تھے کرنل یہاں آکر
کہ حضرتؑ نے زمیں پر اپنا صافہ آپ پھیلا کر

بڑے اکرام سے ارشاد فرمایا کہ "آپ آئیں
تکلّف برطرف آپ اِس جگہ تشریف فرماویں"

یہ الفاظِ مبارک کیا تھے اِک موجِ حیا جاگی
تہِ دل سے کوئی شے صورتِ صدق و صفا جاگی

دُھلا ہر زنگ۔ پندارِ خودی کا پیرہن اُترا
سعادت کے کنول پھوٹے۔ فریبِ مکر و فن اُترا

جناب کرنل الطاف علی بولے "اے مولائی
اگرچہ مَیں عقیدے کی بنا پر ہوں اک عیسائی

نہیں ہوں بے حیا اتنا بھی اے میرے سخن پرور
کہ فرشِ خاک پر ہوں آپ اور بیٹھوں میں چادر پر

مِرا مقصود تھا کچھ دیکھنا اُسوہ محمدؐ کا
بحمد اللہ۔ دل میں بس گیا نقشہ محمدؐ کا

یہ کہہ کر فرش پر ہی آپ ہو کر قبلہ رُو بیٹھے
کوئی پروانہ جیسے لے کے شمعِ آرزو بیٹھے

ادب کا پاس۔ ایماں کی حرارت کر گیا پیدا
خوشا۔ وہ دل جو حق کے نام پر یکدم ہُوا شیدا

علمی انکشافات

حاصلِ مطالعہ

(محترم جناب مولوی دوست محمد صاحب شاہد)

۱۔ جنگی قیدیوں کی رہائی کیلئے قرآنی دعا

سورہ الفلق کی ایک بھاری خصوصیت یہ ہے کہ اس میں مسلمانوں کے جنگی قیدی بننے کی پیشگوئی بھی موجود ہے اور رہائی کے لئے دعا بھی سکھلائی گئی ہے چنانچہ حضرت مصلح موعودؓ نے اس سورۃ پر روشنی ڈالتے ہوئے اکتوبر ۱۹۵۶ء میں لکھا۔

"الفلق کے پانچویں معنے اس لکڑی کے ہیں جس میں مجرموں کو قطار میں کھڑا کیا جاتا ہے۔ پس ان معنوں کے اعتبار سے قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ کے یہ معنے ہوں گے کہ میں قیدخانوں کے مالک کی پناہ چاہتا ہوں اس بات سے کہ ایسا نہ ہو کہ میں قیدخانے میں پڑ جاؤں اور اس کی شدائد اور مشکلات مجھے برداشت کرنی پڑیں۔ گویا اس میں قومی لحاظ سے بھی دعا سکھائی گئی ہے اور فردی لحاظ سے بھی۔ یعنی ایسا نہ ہو کہ ہماری قوم آپس میں لڑ پڑے اور ایک دوسرے کو قیدخانوں میں ڈال کر شدائد میں مبتلا کر دے یا ایسا نہ ہو کہ کوئی مخالف حکومت اٹھے اور اسلامی حکومت کو برباد کر دے اور مسلمانوں کو قید و بند کی مشکلات سے دوچار ہونا پڑے۔۔۔۔۔ ان مشکلات سے وہی خدا بچا سکتا ہے جو ہر ایک قلب پر حکومت کرتا ہے اور جو حقیقی حکمران ہے۔ تا کہ اگر بالفرض ایسا وقت آ بھی جائے تو اللہ تعالیٰ قیدخانوں کے مالکوں کے دلوں کو بدل دے۔"

(تفسیر کبیر آخری جلد صفحہ ۱۸۲)

۲۔ ایک حیرت انگیز اقتداری نشان

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

"ایک مسلمان بادشاہ کا ذکر ہے کہ اس نے امام موسیٰ رضا کو کسی وجہ سے قید کر دیا ہوا تھا۔ خدا کی قدرت ایک رات بادشاہ نے اپنے وزیر اعظم

کو نصف رات کے وقت بُلوایا اور نہایت سخت تاکید کی کہ جس حالت میں ہو اسی حالت میں آجاؤ حتّٰی کہ لباس بدلنا بھی تم پر حرام ہے۔ وزیر حکم پاتے ہی ننگے سر ننگے بدن فوراً حاضر ہوئے اور اس جلدی اور گھبراہٹ کا باعث دریافت کیا۔ بادشاہ نے اپنا ایک خواب بیان کیا کہ مَیں نے خواب دیکھا ہے کہ ایک حبشی آیا اور اس نے گنڈاسے کی قسم کے ایک ہتھیار سے مجھے ڈرایا اور دھمکایا ہے اس کی شکل نہایت پُرہیبت اور خوفناک ہے۔ اس نے مجھے کہا ہے کہ امام موسیٰ کو ابھی چھوڑ دو ورنہ مَیں تمہیں ہلاک کردونگا اور اسے ایک ہزار اشرفی دے کر جہاں اس کا جی چاہے رہنے کی اجازت دو سو تم ابھی جاؤ اور امام موسیٰ رضا کو قید سے رہا کردو۔ چنانچہ وزیر اعظم قیدخانہ میں گئے اور قبل اس کے کہ وہ اپنا عندیہ ظاہر کرتے امام موسیٰ رضا بولے کہ پہلے میرا خواب سُن لو۔ چنانچہ انہوں نے اپنا خواب یوں بیان کیا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے **بشارت** دی ہے کہ تم آج ہی قبل اس کے کہ صبح ہو قید سے رہا کئے جاؤ گے غرض یہ ہیں خدا تعالیٰ کے اقتداری نشانات۔" (ملفوظات جلد ۱۰ صفحہ ۱۸۷)

۳۔ مسلمانانِ عالم کو نظامِ خلافت ہی تباہی سے بچا سکتا ہے۔

نظامِ خلافت کا جماعت احمدیہ میں قیام قرآنی اصول کے مطابق اس کے مومن ہونے اور اعمال صالحہ بجالانے پر ایک ناقابلِ تردید آسمانی شہادت ہے۔ اس بابرکت نظام کی بدولت سلسلہ احمدیہ کو بین الاقوامی سطح پر تبلیغی و علمی فتوحات حاصل ہو رہی ہیں اور غلبۂ اسلام کی منزلیں قریب سے قریب تر آرہی ہیں مگر دوسرے مسلمان اس سے محرومی کے باعث کس طرح مایوسی اور قنوطیت کا شکار ہو چکے ہیں۔ اس کا اندازہ علامہ شورائی کنونیر خلافت پارٹی کراچی کے مندرجہ ذیل الفاظ سے لگائیے:

"جب تک ظہورِ امام نہ ہو ہم مجبور ہیں کہ کسی ایسے مسلمان حکمران کو جو سب مسلمان حکمرانوں میں سب سے زیادہ پابندِ شریعت ہو امام مہدی کے ظہور تک اپنا عارضی خلیفہ تسلیم کریں ورنہ ہم **ستر کروڑ مسلمان تباہ و برباد ہو جائیں گے**۔ کوئی پتہ نہیں امام مہدی اس آنے والے حج پر ظاہر ہوں گے یا آئندہ دو چار سال کے بعد والے حج پر ظاہر ہوں گے۔ ایسی صورت میں انتظارِ امام تک **خلافت کو ملتوی رکھنا اپنے آپ کو تباہی کے حوالے**

کرنا ہے۔ بھارت کی فوج اور روس کے مزائیل امام مہدی کا انتظار نہیں کریں گے بلکہ ان کے ظہور سے پہلے ہی ہمارے شہروں کو کھنڈر بنا دیں گے ہمیں ہمارے گھروں سے نکال کر کیمپوں میں بھیج دیا جائے گا۔ ہماری ماؤں بہنوں اور بیٹیوں کی عصمتیں ہماری آنکھوں کے سامنے لوٹی جائیں گی اور ہم اُف تک نہ کر سکیں گے۔"

اس تعلق میں علامہ موصوف نے یہ تجویز فرمائی ہے کہ:۔

"جلد سے جلد خلافت قائم کی جائے ورنہ بھارت پاکستان پر قبضہ کر لیگا۔ شاہ فیصل کو خلیفۃ المسلمین تسلیم کیا جائے۔ پاکستان کے صدر جناب ذوالفقار علی بھٹو مکہ تشریف لے جائیں اور شاہ فیصل کے ہاتھ پر بیعت کریں۔"

(پمفلٹ شائع کردہ سید منظور علی اشعر ۹۸ پی۔ ایم۔ اے بلڈنگ نکل روڈ۔ عقب محمدیہ ہاؤس۔ کراچی)

۴۔ سعودی عرب میں گاندھی کے نبی ہونے کا پراپیگنڈا

اخبار "رضائے مصطفیٰ" گوجرانوالہ کا یہ انکشاف دنیائے اسلام کو ورطۂ حیرت میں ڈال دے گا کہ سعودی عرب میں گاندھی کی سوانح نصابِ تعلیم میں داخل ہے جس کا نام ہے "القرأۃ الاعدادیۃ" یہ کتاب مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کے مدارس میں پڑھائی جاتی ہے۔ بڑے سائز کی اس کتاب کے صفحہ ۲۱۳ پر گاندھی جی کی تصویر ہے۔ اور صفحہ ۲۱۲ سے ۲۳۶ تک چوبیس صفحات پر گاندھی جی کی سوانح پھیلی ہوئی ہے۔ نثر کے بعد گاندھی جی کو نظم میں خراجِ عقیدت پیش کرتے ہوئے انکو نبی تک کہا گیا ہے۔ چنانچہ ارشاد ہوتا ہے ؎

نبیٌّ مِثْلُ کونفشیوس اُوْ من ذالکَ العہدِ
قریبَ القَولِ والفِعْلِ من المنتظرِ المہدی

گاندھی جی کنفیوشس کی طرح نبی ہے یا اس عہد سے ہے۔ گاندھی جی قول و فعل میں مہدی منتظر کے قریب ہے۔"

(اس المناک سانحہ کی تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو اخبار مذکور ۲۱ اگست ۱۹۵۹ء صفحہ ۵)

۵۔ گاندھی جی کا مقام "امیر شریعت" کی نظر میں

جناب سید عطاء اللہ شاہ صاحب بخاری (مجلس احرار کی "شریعت" کے امیر) نے ۱۹۲۱ء میں بمقام امرتسر تقریر کرتے ہوئے فرمایا:۔

"جیسے فرعون کی سلطنت کو موسیٰ نے تباہ کیا تھا اسی طرح مہاتما گاندھی ان کی سلطنت کو تباہ کرے گا کیونکہ بلا تشبیہ اور بے تمثیل مہاتما کا میم اور موسیٰ کا میم برابر ہے۔ ہر فرعونے را

موسیٰ" (مقدمات امیر شریعت ص۲۵-۲۸
ناشر مکتبہ احرار الاسلام ملتان اپریل ۱۹۶۹ء)

۶۔ شیطان کو خراج تحسین

"امیر شریعت" صاحب نے ایک بار شیطان لعین کی حضرت آدمؑ کے مقابل "جرأت" کو سراہتے ہوئے یہ بھی کہا کہ:-

"شیطان نے کتنی جرأت کا ثبوت دیا حضرت آدم علیہ السلام کو نہیں مانا اور آخر تک نہیں مانا۔ ابدی لعنت کو قبول کر لیا مگر منافقت نہ کی"

(ماہنامہ تبصرہ امیر شریعت نمبر ص۲۶)

۷۔ امام مہدی موعود اور علماء زمانہ

شیعہ لٹریچر میں ہے کہ "وہ لوگ اوّل اس (مہدی) کی تصدیق کر سکتے ہیں ... جو پہلے سے مومن ہوں اور اس کے منتظر جب تک ان میں حالتِ منتظرہ پہلے سے پیدا نہ ہوگی ہرگز اطاعت و اتباع میں سبقت نہ کر سکیں گے بلکہ ہرگز ایمان نہ لائیں گے بلکہ مثل شیطان شک و شبہ کر کے اپنے قیاسات باطلہ رکیکہ سے اس کی حجیت کا انکار کریں گے بلکہ اس کے مقابلہ کو تیار اور عداوت و دشمنی پر آمادہ ہو جائیں گے اور ہر طرح سے اس کو اور اس کے معتقدین کو اذیت پہنچانے کی کوشش کریں گے۔ علماء اسکے قتل کے فتوے دیں گے اور بعض اہل دول اس کے قتل کے لئے فوجیں بھیجیں گے اور یہ تمام نام کے مسلمان ہوں گے"

("الصراط السوی فی احوال المہدی" از علامہ سید محمد سبطین ناشر امامیہ کتب خانہ مغل حویلی اندرون موچی دروازہ محلہ ۲۷ لاہور ص۵۸)

۸۔ حضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی بعض تحذیریں

۱۔ "یکون فی امتی فزعة فیصیر الناس الی علمائهم فاذا هم قردة و خنازیر" (عن ابی امامة الترمذی الحکیم فی نوادر الاصول)

میری امت میں ایک سخت گھبراہٹ طاری ہوگی تو لوگ اپنے علماء کی طرف جائیں گے۔ کیا دیکھیں گے کہ وہ بندر اور سُؤر بنے ہوئے ہیں۔

۲۔ "یأتی علی الناس زمان یستخفی المؤمن فیهم کما یستخفی المنافق فیکم الیوم" (عن جابر۔ دیلمی فی مسند فردوس)

لوگوں پر ایک ایسا زمانہ آئے گا کہ ان میں مومن اسی طرح پوشیدہ رہیں گے جس طرح تم میں آج منافق چھپتے پھرتے ہیں۔

۳۔ "یأتی علی الناس زمان یحجون ویصلون و یصومون ومافیهم مؤمن۔" (عن خیثمه عن عبدالله بن عمرو بن العاص)

لوگوں پر ایسا زمانہ آئے گا کہ وہ حج کریں گے، نمازیں پڑھیں گے اور روزے رکھیں گے مگر ان میں کوئی مومن نہ ہوگا۔

۴۔ "لا تقوم الساعة حتّی یجعل کتاب الله عاراً ویکون الاسلام غریبًا ... ویصدق الکاذب ویکذب الصادق۔" (حدیث ابوموسیٰ اشعری تاریخ ابن عساکر و طبرانی)

قیامت نہیں آئے گی یہاں تک کہ کتاب اللہ کو عار بنایا جائے گا اور اسلام غریب ہو جائے گا۔ جھوٹے کی تصدیق کی جائے گی اور سچے کی تکذیب کی جائے گی۔"

۹۔ جماعت اسلامی کے نزدیک مسئلہ کشمیر کا حل

جماعت اسلامی کے مشہور راہ نما عامر عثمانی فاضل دیوبند لکھتے ہیں:۔

"**سیدھی اور سچی بات یہ ہے** کہ ہند و پاک کے درمیان کشیدگی اور سرد جنگ کا خاتمہ یا تو اسی وقت ہو سکتا ہے جبکہ یا تو پاکستان صدق دلی سے یہ مان لے کہ کشمیر بھارت کا ایک حصہ ہے جس کے سیاہ و سفید کا تمام تر اختیار بھارت ہی کو حاصل ہے اور پاکستان کو اسکے معاملے میں ٹانگ اڑانے کا کوئی حق نہیں یا پھر بھارت اپنے موقف میں لچک پیدا کرکے مفاہمت و مصالحت کی کوئی صورت نکالے۔" (تجلی اپریل ۱۹۶۶ء صفحہ ۲۳-۲۴)

۱۰۔ قائد اعظم محمد علی جناح، چوہدری ظفر اللہ خان اور جمعیۃ علماء ہند

مولانا حفظ الرحمٰن سیوہاروی ناظم اعلیٰ مرکزیہ جمعیۃ علماء ہند کی کتاب "تحریک پاکستان پر ایک نظر" (مطبوعہ ۱۹۴۵ء) سے ایک حقیقت افروز اقتباس:۔

"آج مسٹر جناح بیرسٹر کی بجائے مفتی کی حیثیت اختیار کر لیتے ہیں اور سر ظفر اللہ قادیانی، راجہ محمود آباد شیعہ کو جو پاکستان کے حامی ہیں مسلمان دیانتدار قرار دیتے ہیں اور مولانا حسین احمد صاحب، مفتی کفایت اللہ صاحب جیسے عمائدین ملّت کو بد دیانت بے ایمان کہہ دیتے ہیں اور لیگی اخبارات ان جملوں کو نہایت آب و تاب سے شائع کرتے ہیں اور لیگی نوجوان مسٹر جناح کے فتوے پر اعتقاد رکھتے ہیں۔ مولانا حسین احمد سے بھی برا

سلوک کرتے ہیں جو ایک کافر، مرتد کے ساتھ کیا جاتا ہے۔" (صفحہ ۴۲)

۱۱۔ قائدِ اعظم کے ہاتھوں پیشہ ور مولویوں کو عبرت ناک شکست

مؤرخِ پاکستان ڈاکٹر عاشق حسین بٹالوی "ہماری قومی جدوجہد ۱۹۳۸ء" کے صفحہ ۷۱-۷۲ میں تحریر فرماتے ہیں :-

"کوئی مانے یا نہ مانے حقیقت یہ ہے کہ جناح مسلمانوں کا سب سے پہلا "سیکولر" لیڈر تھا جس نے ہماری سیاست کو پیشہ ور مولویوں کے پنجے سے نجات دلائی اور ہم کو کانسٹی ٹیوشن، فیڈریشن، وحدانی طرزِ حکومت، قانون، آئین، پارلیمنٹری جمہوریت اور اکثریت و اقلیت کے مسائل پر دَورِ حاضرہ کے جدید تقاضوں سے غور کرنا سکھایا۔ سرسید مرحوم بھی "سیکولر" لیڈر تھے لیکن جب اُن پر مولویوں نے کفر کا فتویٰ لگا کر اُنہیں واجب القتل قرار دے دیا تو اُس غریب کو اپنی جان بچانے اور مولویوں سے دو دو ہاتھ کرنے کے لئے انہی کے ہتھیار استعمال کرنا پڑے۔ جناح کفر کے فتووں سے بے نیاز ہی نہیں بالاتر تھا۔ وہ اَور ہی قسم کی مٹی کا بنا ہوا انسان تھا۔ اُس نے مولویوں کے اکھاڑے میں اُترنے سے انکار کیا۔ اس کے برعکس مولویوں کو اپنے اکھاڑے میں اُترنے پر مجبور کیا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ ہندوستان کے پیشہ ور مولوی جن میں بڑے بڑے تھانوی، بڑے بڑے بدایونی، بڑے بڑے عثمانی، بڑے بڑے ندوی اور بڑے بڑے مدنی شامل تھے اس کا بال بیکا نہ کر سکے۔ کفر کا فتویٰ تو کیا لگتا انجام کار دنیا نے دیکھ لیا کہ بڑے بڑے حاملانِ شرع متین، بڑے بڑے مدعیانِ زہد و ورع، بڑے بڑے اہلِ جُبّہ و عمامہ اور بڑے بڑے زبدۃ العارفین اور قدوۃ السالکین کو گردن جُھکا کر جناح کے پیچھے چلنا پڑا۔"

۱۲۔ "تحریکِ ختمِ نبوت" کے حقیقی خدوخال

۱۹۵۳ء کی شورش "تحفظ ختم نبوت" کی تحریک تھی یا قائدِ اعظم اور مسلمانوں اور تحریکِ پاکستان کے پُرانے دشمنوں اور پیشہ ور مولویوں کی طرف سے ملک کو تباہ کرنے کی سازش؟؟ اس کا فیصلہ جماعت اسلامی کے ممتاز اہلِ قلم جناب محمد یعقوب صاحب طاہر (گرجاکھا گوجرانوالہ) کی حسب ذیل تحقیق سے بآسانی کیا جاسکتا ہے۔ فرماتے ہیں :-

"احرار کے یہ چند متوسلین قضیہ شہید گنج

میں سکھوں سے ساز باز کر کے مسلمانوں کے سوادِ اعظم سے کٹے رہے ..... اسی طرح تحریکِ پاکستان میں بھی یہ حضرات ہندو کانگرسیوں سے ملے رہے اور ملّتِ مسلمہ کے ساتھ اس لئے شامل نہ ہوئے کہ ان کے قائد اُس وقت قائدِ اعظم محمد علی جناح مرحوم تھے.... تحریکِ پاکستان کی مخالفت میں ایڑی چوٹی کا زور لگانے کی وجہ سے بھی مجلس احرار کے اکابرین پاکستان بن جانے کے بعد ایک عرصہ تک اپنی ہی ندامت میں گم رہے ....

اسی شرم اور ندامت کے مارے ان میں سٹیج پر آنے کی ہمّت بھی نہیں تھی۔ رفتہ رفتہ مسلم لیگ کی کرتوتوں کی وجہ سے جب لوگ اس سے بیزار ہونا شروع ہوئے ... یہ موقع ان چند احراری کانگرسی مولویوں کے لئے گویا ایک سنہری موقع ثابت ہوا۔ انہوں نے اس سے پورا فائدہ اٹھایا اور شہر شہر اور قصبہ قصبہ جلسے کر کے اور جلوس نکال کر اپنے لئے ملکی سیاسیات میں دخل اندازی کا راستہ کھول لیا لیکن بقول شورش کاشمیری یہ لوگ چونکہ اپنی فطرت کے لحاظ سے شورش پسند اور ہلڑ باز گروہ ہیں اس لئے انہوں نے قادیانیوں کی مخالفت کے جذبات کو دیکھتے ہی دیکھتے جنگل کی آگ کی طرح پورے مغربی پاکستان میں پھیلا دیا۔ انہوں نے سابقہ روایات کا بھرپور مظاہرہ کیا... انہوں نے دولتانہ صاحب سے بھی ساز باز کر کے روپے بٹورے، پبلک سے بھی لاکھوں روپیہ بطور چندہ وصول کیا اور ہلڑ بازی بھی دل کھول کر کی اور اس حد تک کی کہ پورا ملک ہی آگ اور خون کے دریا میں تیر گیا۔

جی ہاں یہی وہ دن تھا جب جماعت اسلامی پورے ملک میں اسلامی دستور کے مطالبہ کی مہم چلا رہی تھی اور تمام ملک اس مطالبہ پر مجتمع ہو چکا تھا۔ انہوں نے بیچ میں اینٹی قادیانی تحریک لا کر کھڑی کر دی۔ جب کراچی میں ان سے کہا گیا کہ پورا ملک اسلامی دستور کے مطالبہ پر متفق ہے لہذا قادیانیوں کو اقلیت قرار دینے کا مطالبہ بھی اسی اسلامی دستور کے مطالبے میں ایک نئی شق بڑھا کر شامل کر دو تو مولوی محمد علی جالندھری صاحب نے تنک کر فرمایا تھا کہ واہ اس طرح تو سہرا جماعتِ اسلامی اور مولانا مودودی کے سر بندھ جائے گا ہم کہاں جائیں گے۔ مولانا مودودی کا بیان ہے کہ ان کا یہ جواب سُن کر میں حیران رہ گیا کہ یہ لوگ مُلکی،

قومی اور دینی معاملات میں محض سہرے باندھنے کے لئے ہر کوشش کرتے ہیں۔ اس طرح انہوں نے سہرے باندھنے ہی کے لئے پورے ملک کو تباہی کے کنارے تک پہنچا دیا۔ اینٹی قادیان تحریک ناکام ہو گئی اور ملک کے ہزاروں اسلام پسند جیالے نوجوان اپنی ہی ملٹری کی گولیوں کا نشانہ بن گئے۔"

(تحریک اسلامی اور اس کے مخالفین صفحہ ۱۷۸-۱۸۰ ناشر مکتبہ محمدیہ۔ چاہ ٹوٹیا نوالہ۔ گرجاکھ گوجرانوالہ۔ طبع اول ۱۹۶۹ء)

خود مودودی صاحب کا بیان ہے کہ:-

"میں صاف صاف کہتا ہوں کہ ختم نبوت کی تحریک اٹھوائی ہی اس غرض کے لئے گئی تھی کہ مطالبہ نظام اسلامی کو روکا جائے .... عین وقت پر ہنگامہ برپا کر دیا گیا۔"

("جماعت اسلامی کے ۲۹ سال" ص۶۱ شعبہ نشرو اشاعت جماعت اسلامی پاکستان طبع اول ستمبر ۱۹۷۰ء)

۱۳۔ تحریک احمدیت کی صداقت کا دائمی معجزہ

ہفت روزہ المنبر لائل پور نے ۱۰ اگست ۱۹۵۵ء کی اشاعت میں لکھا:-

"غصے اور نفرت یا ہمیں مرعوبیت کے مورد الزام گرداننے کے بجائے ٹھنڈے دل و دماغ سے غور کیجئے کہ "تحفظ ختم نبوت" کے علمبرداروں نے اس منظم جماعت کی بیخ کنی کے لئے جو پروگرام تجویز کیا تھا اس کے کتنے عناصر ایسے ہیں جو اس قسم کی جماعت کا استیصال کرنے کی صلاحیت رکھتے ہیں۔ کیا ایسی تحریک کو اشتعال انگیز تقریروں کے ذریعہ ختم کیا جا سکتا ہے؟ کیا ایسے منظم ادارے کو خواہ وہ سو فیصدی بددیانتی پر قائم ہو گدھے اور کتے کے جلوس نکالنے سے ناکام بنایا جا سکتا ہے؟ کیا یورپ و ایشیا میں ایک پلین کے تحت کام کرنے والے باطل کو کہاوتوں کی پھبتیوں اور استہزاء کے قہقہوں سے در بدر کیا جا سکتا ہے؟"

"خوب اچھی طرح سمجھ لیجئے، کام کا جواب نعروں سے مسلسل جدوجہد کا توڑ اشتعال انگیزی سے علمی سطح پر مساعی کو ناکام بنانے کا داعیہ صرف پھبتیوں، بے ہودہ جلوسوں اور ناکارہ ہنگاموں سے پورا نہیں ہو سکتا... ہنگامہ خیزی

کا نتیجہ وہی برآمد ہوگا جس پر مرزا صاحب کا الہام "اِنِّی مُھِیْنٌ مَنْ اَرَادَ اِھَانَتَکَ" صادق آئے گا۔"
(ہفت روزہ المنبر ۱۹ اگست ۱۹۵۵ء)

۵ جو خدا کا ہے اُسے للکارنا اچھا نہیں
ہاتھ شیروں پر نہ ڈال اے روبہ زار و نزار
یہ فتوحات نمایاں یہ تواتر سے نشان
کیا یہ ممکن ہے بشر سے کیا یہ مکاروں کا کار
کیا تماشا ہے کہ میں کافر ہوں تم مومن ہوئے
پھر بھی اس کافر کا حامی ہے وہ مقبولوں کا یار
(المسیح الموعودؑ)

۱۴- ایئر مارشل اصغر خان "پیغمبر جمہوریت"

م۔ش صاحب کی ڈائری سے ایک اقتباس بلا تبصرہ:-
"میں نے جب اگلے روز اخبارات میں ایئر مارشل اصغر خان کی لاہور کی اس پریس کانفرنس کی روئداد پڑھی جس میں انہوں نے حکومت بدلنے کے لئے بیلٹ BALLT کی بجائے بُلٹ BULLET کا ذکر کیا تھا تو میں نے معاً کہا کہ جمہوریت کا پیغمبر اپنا مقام بھول گیا ہے اور جب پیغمبر گمراہ ہو جائے تو آدمی استغفار پڑھنے کے سوا اور کیا کر سکتا ہے۔" (نوائے وقت ۳۰ مئی ۱۹۷۳ء)

چند مفید حوالہ جات!

(جناب مولوی غلام رسول صاحب معلم اصلاح وارشاد)

۱- توفّی کے معنے

(الف) اِنِّیْ مُتَوَفِّیْکَ وَرَافِعُکَ اِلَیَّ میں نے تم کو وفات دی پھر اپنی طرف بلند کیا۔
(ب) فَلَمَّا تَوَفَّیْتَنِیْ کُنْتَ اَنْتَ الرَّقِیْبَ عَلَیْھِمْ۔
یہ دونوں آیتیں حضرت عیسیٰؑ کی وفات پر دلالت کرتی ہیں (اردو ترجمہ حیات القلوب جلد ۱ صفحہ ۸۱۹)

۲- آدمؑ ہندوستان میں

"جب آدمؑ زمین ہند میں آئے۔" (صفحہ ۱۱۱ و صفحہ ۱۰۹ کتاب مذکور) اور بہت سی حدیثوں سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ دونوں ہندوستان میں نازل ہوئے۔ علماء امامیہ میں یہ مشہور ہے کہ آدمؑ سراندیپ کے ایک پہاڑ پر نازل ہوئے جس کو ودھ کہتے ہیں۔

۳- نزول بمعنی پیدا ہونا

(الف) وَاَنْزَلَ لَکُمْ مِّنَ الْاَنْعَامِ ثَمٰنِیَةَ اَزْوَاجٍ اور (اللہ تعالیٰ نے) تمہارے نفع و بقا کیلئے آٹھ نر و مادہ چارپایوں کے پیدا کئے (قرآن کریم مترجم صفحہ ۴۱۵) (نذیر احمد صاحب دہلوی)
(ب) وَاَنْزَلْنَا الْحَدِیْدَ۔ اور ہم نے لوہے کو پیدا کیا۔ (قرآن کریم مترجم اشرف علی صاحب تھانوی صفحہ ۴۸۹)

شَانُ النَّبِيِّ الْمُصْطَفٰى صلی اللہ علیہ وسلم

(بقلم الاستاذ محمد عثمان الصدیقی ایم۔اے۔ ربوہ)

وُلِدَ الَّذِي فَخَرَتْ بِهِ الْبَطْحَاءُ ‏ ‏ ‏ وَأَتَى الْوَرٰى مَنْ بَارَكَتْهُ حِرَاءُ
وَالْكَوْنُ حِينَئِذٍ بِرَحْمَةِ رَبِّهِ ‏ ‏ ‏ نَوْقَ الْوَرٰى شُكْرٌ لَهُ وَثَنَاءُ
خُلِقَ النَّبِيُّ مُحَمَّدٌ وَتَنَوَّرَتْ ‏ ‏ ‏ أَرْضٌ بِكُلِّ زَهَائِهَا وَسَمَاءُ
فِي الْأَنْبِيَاءِ جَمِيعِهِمْ لِلْمُصْطَفٰى ‏ ‏ ‏ فِي الْمَكْرُمَاتِ مَكَانَةٌ قَعْسَاءُ
هُمْ خَلْفَهُ وَهُوَ الْإِمَامُ أَمَامَهُمْ ‏ ‏ ‏ وَلَهُ عَلَيْهِمْ فِي الْمَقَامِ عَلَاءُ
فِي لَيْلَةِ الْمِعْرَاجِ وَقْتَ صَلَاتِهِ ‏ ‏ ‏ هُوَ أَمَّهُمْ وَالْأَنْبِيَاءُ وَرَاءُ
مَا فِيهِ مِنْ خَيْرَاتِهِ فِي غَيْرِهِ ‏ ‏ ‏ مَحْدُودَةٌ وَلَهُ بِهَا اسْتِيفَاءُ
وَلَهُ كَمَالَاتُ النُّبُوَّةِ قَدْ رَمَا ‏ ‏ ‏ عَنْهَا تَقَاصَرَتِ الْيَدُ الْبَيْضَاءُ
هٰذَا النَّبِيُّ هُوَ الَّذِي فِي كَفِّهِ ‏ ‏ ‏ لِتَسَابُقٍ كُلًّا سِوَاهُ لِوَاءُ
مِنْ قَبْلِهِ كَانَ الْوَرٰى فِي غَيْهَبٍ ‏ ‏ ‏ حَتّٰى أَتٰى نَا لِلْكَائِنَاتِ ضِيَاءُ
قَدْ كَانَتِ الدُّنْيَا لِشِدَّةِ غَيِّهَا ‏ ‏ ‏ طَرَأَتْ عَلَيْهَا لَيْلَةٌ لَيْلَاءُ
فَأَتَى الْوَرٰى وَلَدَيْهِ أَنْوَارٌ بِهَا ‏ ‏ ‏ طَلَعَ النَّهَارُ وَغَابَتِ الظَّلْمَاءُ
مِنْ كُلِّ عَيْبٍ ظَاهِرًا أَوْ بَاطِنًا ‏ ‏ ‏ لِلْمُصْطَفٰى كَمُلَتْ فَقَطْ آلَاءُ
إِنَّ الَّذِينَ بِهِ اقْتَدَوْا فِي دِينِهِ ‏ ‏ ‏ مِنْ غَيْرِ شَكٍّ إِنَّهُمْ سُعَدَاءُ
بِعَجِيبِ تَأْثِيرَاتِهِ لِهِدَايَةٍ ‏ ‏ ‏ قَدْ نُزِّهَتْ عَنْ أَنْفُسٍ أَهْوَاءُ
مَا لِلنَّبِيِّ مُحَمَّدٍ فِي شَأْنِهِ ‏ ‏ ‏ بَيْنَ الْعِبَادِ نَظِيرُهُ وَكِفَاءُ

يَا رَبِّ! صَلِّ عَلٰى نَبِيِّكَ دَائِمًا
هٰذَا بِقَلْبِي فِي الْأَخِيرِ دُعَاءُ

دیں کے چمن میں وقتِ بہاراں ہے آجکل

(جناب سیّد ادریس احمد صاحب عاجز عظیم آبادی)

مژدہ ہو دَورِ مہدیٔ دَوراں ہے آجکل — دیں کے چمن میں وقتِ بہاراں ہے آجکل
طوفانِ دہریت کے تھپیڑوں سے الاماں — ہے ڈگمگاتی کشتیٔ ایماں ہے آجکل
تہذیبِ مغربی کے کرشمے تو دیکھئے — انساں کا خون ہوگیا ارزاں ہے آجکل
پہلے تو بے بہا تھی اب نایاب ہوگئی — جنسِ وفا و عشق کا فقداں ہے آجکل
پُتلا ہے خاک کا مگر اللہ رے خود روی — انسانِ فانی منکرِ یزداں ہے آجکل
برقِ غرور خرمنِ ایماں جلا گئی — کشتِ نیاز و عاجزی ویراں ہے آجکل
گو ہو فقیہِ عصر یا علّامۂ زماں — ناآشنائے دانشِ قرآں ہے آجکل
انفاسِ پاک حضرتِ مہدیؑ کے فیض سے — چلنے لگی نسیمِ بہاراں ہے آجکل
مُردہ دلوں کو جاکے خبر دو یہ برملا — پھوٹا یہاں پہ چشمۂ حیواں ہے آجکل
شیطاں کی حکمرانی کے دن اب تو لد گئے — ہر نیک دل پہ قبضۂ رحماں ہے آجکل
عیسیٰؑ کی مرگ سے ملے اسلام کو حیات — سُن کر یہ خشمگیں ہوا مُلّاں ہے آجکل
ہے مسئلہ وفاتِ مسیحؑ کا بہت اہم — کسرِ صلیب کا یہی ساماں ہے آجکل
تقدیر ہے اٹل کہ سحر ہوگی تابناک — گو دیں پہ چھائی شامِ غریباں ہے آجکل

یہ نقدِ جان و ہدیۂ دل اُن پہ ہوں نثار
جو جانشینِ مہدیٔ دَوراں ہے آجکل

عیسائی پادریوں سے گفتگو!

(جناب سید احمد علی صاحب مربی سلسلہ احمدیہ گوجرانوالہ)

مؤرخہ ۲۲ مارچ کو عیسائی پادری مورس صاحب سے خاکسار کی اس موضوع پر گفتگو سوا دو گھنٹے ہوئی کہ حضرت مسیح ناصری زندہ آسمان پر چلے گئے ہیں یا کہ فوت ہو گئے؟" اس گفتگو کا خلاصہ درج ذیل ہے:-

پادری مورس صاحب | یسوع مسیح کو آسمانی صحیفوں میں نبیوں کی معرفت "صبح کا ستارہ" کہا گیا ہے۔ چنانچہ گنتی ۲۴/۱۷ میں ہے "یعقوب میں سے ایک ستارہ نکلے گا"۔ پھر لکھا ہے کہ "اس کا ظہور صبح کی مانند ہے"۔ (غزل الغزلات ۶/۱۰ ، ہوسیع ۶/۳) ایسا ہی مکاشفہ ۲/۲۸ میں "صبح کا ستارہ" اور ۲۲/۱۶ میں "صبح کا چمکتا ہوا ستارہ" کہا گیا ہے۔ اور ستارہ آسمان پر ہی ہوتا ہے۔ پس مسیح کو آسمان پر ماننا نبیوں کی باتوں کو قبول کرنا اور نہ ماننا کفر ہے۔

احمدی | اگرچہ موجودہ بائیبل محرّف و مبدّل اور غیر الہامی کتاب ہے۔ تاہم اگر مسیح کو "صبح کا ستارہ" مان بھی لیں تو وہ غایت کا ڈوبنے والا ستارہ تھا جو صرف آفتابِ صداقت و رسالت سیدنا حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے طلوع و بعثت تک کے لئے تھا۔ اسی لئے قرآن کریم میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو "سِرَاجًا مُّنِيرًا" (احزاب ع ۶) یعنی دوسروں کو منور اور روشن کرنے والا سورج کہا گیا ہے جس سے خدا کے پیارے، مجددین و محدثین اور خلفاء و صلحاء پیدا ہو رہے ہیں۔ مگر کیا آج کوئی ایسا عیسائی موجود ہے جو یسوع مسیح سے منور ہو کر انجیل مرقس باب ۱۶ میں بیان شدہ ایمان کی علامات کو اپنے وجود میں ثابت کر دکھلائے؟ اگر نہیں تو مسیح یعنی "صبح کے ستارہ" کے ڈوبنے میں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے آفتابِ رسالت ہونے میں کیا شک و شبہ رہ گیا؟ لہٰذا خود مسیح کی آمدِ ثانی کا تصور محض ایک خوش اعتقادی ہے جس کا کوئی الہامی یا قطعی ثبوت آپ پیش نہیں کر سکتے۔

پادری صاحب | "یسوع مسیح" کو "آفتاب" بھی کہا گیا ہے۔ دیکھو زبور ۸۴/۱۱ اور ملاکی ۴/۲ میں لکھا ہے کہ "آفتابِ صداقت طالع ہوگا"۔

احمدی | پادری صاحب! آپ بھول رہے ہیں۔

یہ آفتاب صداقت سیدنا حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں جن کی بابت جناب موسیٰؑ نے استثناء ۱۸/۱۸ میں یہ کہہ کر خبر دی ہے کہ "خدا تمہارے بھائیوں میں سے تمہارے لئے مجھ سا ایک نبی برپا کرے گا۔" (اعمال ۳/۲۲)۔ جناب مسیحؑ تو "بہنوں میں سے" ہیں نہ کہ "بھائیوں میں سے" ورنہ آپ کو ان کا باپ ماننا پڑے گا۔ اور نہ انہوں نے موسیٰؑ کا مثیل اور ان کی مانند ہونے کا دعویٰ کیا اور وہ عیسائیوں کے نزدیک خدا یا خدا کا بیٹا ہیں نہ کہ نبی۔ اسلئے ان پیشگوئیوں میں یسوع مسیح نہیں بلکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مراد ہیں جو بنی اسرائیل کے "بھائیوں" بنی اسمٰعیل میں سے ہیں اور جن کی نسبت قرآن کریم میں کہا اَرْسَلْنَا اِلٰی فِرْعَوْنَ رَسُوْلًا (المزمل ع ۱) مثیل موسیٰ اور نبی و رسول کہا گیا ہے۔ اسی موعود کو بائیبل میں عہد کا رسول کہا گیا چنانچہ ملاکی ۳/۱ میں ہے کہ:-

"دیکھو میں اپنے رسول کو بھیجوں گا
..... ہاں عہد کا رسول جس کے تم
آرزومند ہو۔"

اور اسی کے بارہ میں یوحنا سے پوچھا گیا تھا کہ "کیا تو وہ نبی ہے؟" (یوحنا ۱/۲۱) کیونکہ یہودی لوگ تین شخصوں کے منتظر تھے۔ ایلیاؑ جو یوحنا کی صورت میں ظاہر ہو گیا اور مسیحؑ جو جناب عیسیٰؑ کے وجود میں آگیا۔ اب صرف وہ نبی (آنحضرتؐ) کی جناب مسیحؑ کے بعد آنے کی انتظار تھی جو آ گئے پس ان پیشگوئیوں سے یسوع مسیح کا تعلق نہیں۔

جناب پادری صاحب! آپ نے یہ ثابت کرنا تھا کہ یسوع مسیح زندہ بجسدِ عنصری آسمان پر چلے گئے اور پھر دوبارہ آئیں گے جس کا کوئی ثبوت آپ نے نہیں دیا۔ اس کے مقابل پر میں آپ کو بتاتا ہوں۔ سنیئے:-

اوّل۔ جناب مسیحؑ کا آسمان پر جانا اور دوبارہ آنا ٹھیک اسی طرح واقع ہونے والا تھا جس طرح ایلیا کا آسمان پر جانا۔ مگر پھر ان کی بجائے یوحنا "ایلیا کی روح اور قوت میں" آگیا (لوقا ۱/۱۷)۔ اگر یسوع مسیح آسمان پر جا کر دوبارہ آسکتا ہے تو پھر ایلیا کو بھی خود ہی آنا چاہیئے تھا مگر جناب مسیحؑ نے اس بارہ میں کیا خوب فیصلہ دیا۔ لکھا ہے:-

(ا) "چاہو تو مانو ایلیا جو آنے والا تھا یہی (یوحنا) ہے جس کے سننے کے کان ہوں وہ سن لے" (متی ۱۱/۱۴-۱۵)

(ب) "شاگردوں نے اس سے پوچھا کہ پھر فقیہہ کیوں کہتے ہیں کہ ایلیا کا پہلے آنا ضروری ہے؟ اس نے جواب میں کہا ..... میں تم سے کہتا ہوں کہ ایلیا تو آچکا اور انہوں نے اسے نہیں پہچانا بلکہ جو چاہا

اس کے ساتھ کیا۔ اسی طرح ابن
آدم بھی ان کے ہاتھ سے دُکھ
اُٹھائے گا۔" (متی ۱۷/۱۱-۱۲)
اس فیصلہ کی رُو سے جناب مسیح کی بنفس نفیس
اصالتاً دوبارہ آمد خلافِ اناجیل ہے۔

دوم۔ ایلیا کا آسمان پر جانا تو (بموجب ۲-سلاطین ۲/۱۱)
یہود و نصاریٰ میں مسلّم اور متفق علیہ امر ہے
مگر جناب مسیح کا صلیب پر مرنا اور زندہ
ہو کر آسمان پر جانا زمانہ حواریین میں ہی
مشکوک اور غیر یقینی امر تھا۔ پڑھیئے
انجیلوں میں صاف لکھا ہے کہ:۔
(الف) "بعض نے شک کیا۔" (متی ۲۸/۱۷)
(ب) "انہوں نے ان کا بھی یقین نہ کیا۔"
(مرقس ۱۶/۱۱-۱۴)
(ج) "یہ باتیں انہیں کہانی ہی معلوم ہوئیں
اور انہوں نے ان کا یقین نہ کیا۔"
(لوقا ۲۴/۱۱)
(د) "وہ جسم کے اعتبار سے تو مارا گیا لیکن
روح کے اعتبار سے زندہ کیا
گیا۔" (۱-پطرس ۳/۱۸)
(ھ) پھر ایک "رؤیا اور مکاشفہ" کا یوں
ذکر موجود ہے کہ:۔
"میں مسیح میں ایک شخص کو جانتا ہوں
چودہ برس ہوئے کہ وہ یکایک تیسرے
آسمان تک اُٹھا لیا گیا۔ نہ مجھے یہ
معلوم کہ بدن سمیت نہ یہ معلوم کہ بغیر
بدن کے۔ یہ خدا کو معلوم ہے۔"
(۲-کرنتھی ۱۲/۱-۴)
ان حوالجات سے ظاہر ہے کہ جناب مسیح
کے زندہ آسمان پر پہنچنے کا عیسائیوں کے
پاس کوئی الہامی اور قطعی ثبوت نہیں ہے۔

سوم۔ چاروں انجیلوں کے مصنفوں میں سے
صرف متی اور یوحنا حواری ہیں (ملاحظہ
ہو متی ۱۰/۲-۴۔ مرقس ۳/۱۶-۱۹۔ لوقا ۶/۱۴-۱۵)
مگر ان دونوں حواریوں کی انجیلوں میں جو
موقع کے گواہ ہو سکتے تھے مسیح کے آسمان
پر جانے کا اشارہ تک نہیں ہے۔ ہاں
مرقس اور لوقا میں ذکر تھا (جنہوں نے
مسیح کو دیکھا تک نہیں) مگر ان کا بیان
بھی الہامی یا یقینی نہیں۔ لوقا (۱/۴) خود
اقراری ہے کہ میں نے یہ باتیں لوگوں سے
"دریافت کر کے" لکھی ہیں۔ یہاں تک
کہ اب خود عیسائیوں نے بڑی تحقیق کے
بعد انجیل مرقس اور لوقا کے اصل متن
سے آسمان پر جانے کا بیان الحاقی ہونے
کی وجہ سے خارج کر دیا ہے۔ یہ کتاب
میرے پاس موجود ہے۔ اگر آپ اس
کی ایک انجیل میں بھی آسمان پر
جانے کا ذکر دکھا دیں تو میں آپ کو پانچ
روپے انعام دوں گا۔

چہارم۔ مسیح کے آسمان پر جانے سے مراد روحانی زندگی ہے جیسا کہ مسیح نے کہا:۔

۱۔ "آسمان پر کوئی نہیں چڑھا سوائے اس کے جو آسمان سے اُترا یعنی ابن آدم جو آسمان میں ہے۔" (یوحنا ۳/۱۳)

۲۔ "میں آسمان سے اسلئے نہیں اُترا ہوں کہ اپنی مرضی کے موافق عمل کروں۔" (یوحنا ۶/۳۸)

۳۔ "میں باپ کے سبب سے زندہ ہوں ...... جو یہ روٹی کھائے گا وہ ابد تک زندہ رہے گا۔" (یوحنا ۶/۵۷-۵۸)

۴۔ پولوس کا بیان ہے کہ "ہمارا وطن آسمان پر ہے۔" (فلپی ۳/۲۰)

پادری صاحب! غور کیجئے ان حوالوں میں مسیح کا [illegible] آسمان سے اُترنا مذکور ہے اور لوگوں میں باتیں کرتے وقت بھی وہ اپنے آپ کو آسمان پر ہی یقین کرتے تھے۔ جو دراصل آپ کے نیک اور اہل اللہ ہونے کی طرف اشارہ ہے۔

پنجم۔ امثال ۳۰/۴ میں لکھا ہے "کون آسمان پر چڑھا اور پھر نیچے اُترا؟" گویا جو مرجاتا ہے آسمان پر چلا جاتا ہے اور پھر واپس نہیں آتا۔ اگر مسیح مر کر زندہ ہو جائیں اور آسمان سے جسمانی طور پر نیچے اُتر آئیں تو "امثال" کی کتاب جھوٹی قرار پائے گی۔

ششم۔ مسیح نے اپنی "امثال" دوبارہ آمد کی امیدوں پر یہ کہہ کر پانی پھیر دیا ہے کہ:

۱۔ "میں اور تھوڑے دنوں تک تمہارے پاس ہوں پھر اپنے بھیجنے والے کے پاس چلا جاؤں گا۔ تم مجھے ڈھونڈو گے مگر نہ پاؤ گے۔" (یوحنا ۷/۳۳-۳۴)

۲۔ "دنیا مجھے پھر نہ دیکھے گی۔" (یوحنا ۱۴/۱۹)

۳۔ "میں باپ کے پاس جاتا ہوں اور تم مجھے پھر نہ دیکھو گے۔" (یوحنا ۱۶/۱۰)

۴۔ "میں آگے کو دنیا میں نہ ہوں گا۔" (یوحنا ۱۷/۱۱)

ان حوالجات کی موجودگی میں مسیح کے دوبارہ آجانے سے انجیلیں جھوٹی قرار پائیں گی۔

ہفتم۔ یسوع مسیح کی وفات پر تو تمام انجیلیں متفق ہیں (دیکھیں متی ۲۷/۵۰۔ مرقس ۱۵/۳۷۔ لوقا ۲۳/۴۶۔ یوحنا ۱۹/۳۰) اب ہمارا اور عیسائیوں کا صرف اس بارہ میں اختلاف ہے کہ ان کی موت کب واقع ہوئی؟

عیسائیوں کے خیال میں ان کی موت صلیب پر واقع ہوگئی اور ہم کہتے ہیں کہ ان کی وفات ترکِ وطن اور ہجرت کے بعد ہوئی۔ ہمارے بیان کی تائید اناجیل

سے بھی ہوتی ہے بلکہ مسیحؑ نے اپنی ہجرت کا حواریوں کو پتہ دے رکھا تھا۔ ملاحظہ ہو:-

۱۔ "میری اور بھی بھیڑیں ہیں جو اس بھیڑخانے کی نہیں مجھے **ان کو بھی لانا ضرور ہے اور وہ میری آواز** سُنیں گی۔" (یوحنا ۱۰/۱۶)

۲۔ "میں جاتا ہوں تاکہ تمہارے لئے جگہ تیار کروں اور اگر میں جاکر تمہارے لئے جگہ تیار کروں تو پھر آکر تمہیں اپنے ساتھ لے لوں گا تاکہ جہاں میں ہوں تم بھی ہو اور جہاں میں جاتا ہوں تم وہاں کی راہ جانتے ہو۔" (یوحنا ۱۴/۱-۴)

۳۔ انجیل متی ۱۲/۳۹-۴۰ میں جناب مسیح کے یونسؑ سے مشابہت والا نشان دکھانے کا ذکر ہے۔ حضرت یونسؑ مچھلی کے پیٹ میں "تین دن اور تین رات" رہے۔ گویا اُن پر موت کے اسباب جمع تھے مگر خدا نے ان کو مرنے سے بچا لیا اور وہ اپنی قوم کی طرف گئے جس نے ان کی آواز سُنی اور ایمان لائی۔ جناب مسیحؑ نے بتایا کہ مجھ پر بھی اسباب موت بصورت صلیب جمع ہوں گے مگر دعاؤں کے نتیجہ میں خدا موت سے بچا لیگا اور وہ یونسؑ کی طرح قبر میں زندہ رہیں گے اور پھر بنی اسرائیل کی گم شدہ بھیڑوں کی طرف جاکر (جو افغانستان اور کشمیر میں آباد ہو گئے تھے) تبلیغ کریں گے اور وہ آپ کی آواز سُن کر ایمان لائینگے۔ (دیکھیں یوناہ ۱/۱۷، ۳/۱-۵۔ متی ۱۲/۳۹-۴۰) اگر ایسا نہ مانا جائے تو مسیحؑ کی یونسؑ سے کوئی مشابہت نہیں ثابت ہو سکتی۔

۴۔ واقعہ صلیب کے بعد مسیحؑ نے حواریوں سے کہا تھا "جاؤ میرے بھائیوں کو خبر دو تاکہ گلیل کو چلے جائیں **وہاں مجھے** دیکھیں گے۔" (متی ۲۸/۱۰)

۵۔ اس کے بعد مسیح ناصری یروشلم سے ساٹھ میل دُور "**تبریاس کی جھیل کے کنارے**" اپنے شاگردوں سے جاکر ملے تھے (یوحنا ۲۱/۱)

ان حالات سے ظاہر ہے کہ مسیحؑ صلیب پر فوت نہیں ہوئے تھے بلکہ آپ نے کشمیر کی طرف ہجرت کی اور پھر لمبی عمر پاکر وفات پائی۔ پس چاروں انجیلیں بھی مسیح کی طبعی موت پر متفق ہیں اور آسمان پہ جانے اور دوبارہ آنے کا اعتقاد سراسر غلط ہے۔

پادری صاحب مسیح کو مرنے کے بعد قبر میں رکھا گیا تھا مگر چونکہ ایلیا کی قبر کا پتہ نہیں اسلئے ان کی وفات ماننی اور ان کی جگہ یوحنا کی آمد ماننا پڑتی ہے۔ یسوع مسیح صلیب پر مرا اور ان کی یونس سے مشابہت یہ تھی کہ مسیح یونس

کی طرح قبر میں "تین رات دن" رہا اور پھر جی اُٹھا اور تیسرے دن آسمان پر چلا گیا تھا اور پھر دوبارہ آئے گا۔

احمدی پادری صاحب! آپ میرے دلائل کو چھوتے بھی نہیں اور کتابِ مقدس کی باتوں کو رد کرتے اور اپنی روایتوں کو اختیار کرتے ہیں۔ آپ جیسے لوگوں کو ہی یہ کہا گیا ہے کہ:-

(الف) "تم کانوں سے سُنو گے پر ہرگز نہ
سمجھو گے اور آنکھوں سے دیکھو گے
پر ہرگز معلوم نہ کرو گے۔ کیونکہ
اس اُمت کے دل پر چربی چھا گئی
ہے اور وہ کانوں سے اونچا
سُنتے ہیں اور انہوں نے اپنی
آنکھیں بند کر لی ہیں تا ایسا نہ ہو
کہ آنکھوں سے معلوم کریں اور
کانوں سے سُنیں اور دل سے سمجھیں
اور رجوع لائیں۔" (متی ۱۳/۱۴-۱۵)

(ب) "تم خدا کے حکم کو ترک کر کے آدمیوں
کی روایت کو قائم رکھتے ہو اور
اس نے ان سے کہا تم اپنی روایت
کو ماننے کے لئے خدا کے حکم کو کیا
خوب باطل کرتے ہو" (مرقس ۷/۸-۹)

پادری صاحب! اب اپنی باتوں کا جواب گوشِ ہوش سے سُنیئے:-

۱۔ بھلا جس قبر کا پتہ نہ لگے اس کو آسمان پر زندہ ماننا پڑتا ہے تو پھر بائیبل میں جس قدر نبیوں کا نام آیا ہے آپ اُن سب کی قبروں کا ثبوت دیں ورنہ اُن کو بھی زندہ آسمان پر مانیں اور دوبارہ اُن کا آنا یقین کریں۔

۲۔ تورات میں لکھا ہے کہ حضرت موسیٰؑ کی وفات کے بعد ان کو موآب کی ایک وادی میں بیت فغور کے مقابل دفن کیا پر آج تک کسی آدمی کو اس کی قبر معلوم نہیں۔" (استثناء ۳۴/۶) طرفہ یہ کہ جناب موسیٰ اور ایلیا کے ساتھ جناب مسیح کو باتیں کرتے ہوئے آپ کے حواریوں نے دیکھا بھی ہے جیسا کہ لکھا ہے:-

"اور دیکھو موسیٰ اور ایلیا اس
کے ساتھ باتیں کرتے ہوئے
انہیں دکھائی دیئے۔" (متی ۱۷/۳،
مرقس ۹/۴، لوقا ۹/۳۰)

پادری صاحب! آپ کے عیار کے مطابق حضرت موسیٰؑ اور ایلیا کو زندہ آسمان پر ماننے اور اُن کی دوبارہ آمد میں اب آپکو کیا عذر ہے؟

۳۔ آپ نے مسیح کی یونسؑ سے مشابہت ثابت کرنے کے لئے مسیح کا قبر میں دو رات اور ایک دن رہنا بیان کیا ہے جو الفاظِ پیشگوئی کے مخالف ہے کیونکہ وہاں لکھا

ہے کہ یونس نبی "تین دن اور تین رات" مچھلی کے پیٹ میں رہے (یونا ۱/۱۷) اور مسیح نے بھی اپنا قبر میں رہنا "تین دن اور تین رات" بیان کیا ہے (متی ۱۲/۴۰) انگریزی، عربی اور فارسی وغیرہ اناجیل میں لفظ "اور" موجود ہے مگر عیسائیوں نے لفظ "اور" نکال کر دو رات اور ایک دن قبر میں رہنے کو بصورت ٹوٹل "تین رات دن" کر دیا۔ حالانکہ ٹوٹل کرنے کی صورت میں لفظ "اور" کی وجہ سے تین دن اور تین رات، کل چھ ثابت کرنا پڑتا ہے جو ناممکن ہے کیونکہ مسیح کو قبر میں صرف دو رات اور ایک دن رکھا گیا ہے۔ اب یا تو مسیح کا یونس سے مشابہت والا یہ اکلوتا نشان باطل مانیں یا یہ تسلیم کریں کہ مسیح یونس کی طرح قبر میں زندہ رہے اور صلیب پر نہیں مرے، ہاں تندرست ہو جانے کے بعد ہجرت کر گئے تھے۔

۴۔ آپ نے کہا ہے کہ مسیح صلیب پر مر گیا تھا۔ حالانکہ وہاں لکھا ہے کہ :۔

(الف) مسیح نے واقعۂ صلیب سے پیشتر یہ دعا کی تھی کہ "اے میرے باپ! اگر ہو سکے تو یہ (صلیبی موت کا) پیالہ مجھ سے ٹل جائے۔" (متی ۲۶/۳۹ وغیرہ)۔ میں پوچھتا ہوں کہ آپ کی یہ دعا قبول ہو گئی تھی یا نہیں؟ اگر کہو دعا قبول ہو گئی تو صلیبی موت واقع نہیں ہوئی اور کفارہ کا عقیدہ باطل ہوا اور اگر کہو کہ دعا قبول نہیں ہوئی تو مسیح گنہگار ہوا اور گنہگار کفارہ نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ لکھا ہے :۔

"خدا گنہگاروں کی نہیں سنتا۔"
(یوحنا ۹/۳۱)

"خداوند شریروں سے دور ہے
پر وہ صادقوں کی دعا سنتا ہے۔"
(امثال ۱۵/۲۹)

کیوں پادری صاحب! کیا جواب ہے؟ آپ کے کفارہ کی اونچی اور فلک بوس عمارت ہر دو صورتوں میں پیوندِ خاک ہو جاتی ہے۔

(ب) داؤد کی پیشگوئیاں اور انجیلیں ظاہر کرتی ہیں کہ مسیح کو صلیب پر صرف دکھ اٹھانا پڑیں گے مگر ان کی جان مرنے سے بچائی جائے گی۔ کیونکہ لکھا ہے۔

۱۔ "تو نے میری سن کے بچایا ہے۔"
(زبور ۲۲/۲۱ مطبوعہ ۱۹۲۲ء)

۲۔ "موت کے دکھوں نے مجھ کو گھیرا اور قبر کے دردوں نے مجھے پکڑا ...
تب میں نے خداوند سے دعا کی کہ اے خداوند میں تیری منت کرتا ہوں میری جان کو رہائی بخش.....اسی

نے مجھے بچا لیا ..... تو نے
میری جان کو موت سے بچایا
ہے۔" (زبور ۱۱۶/۳-۸)
اگر مسیح صلیب پر مر گیا تھا تو داؤد کی پیشگوئیاں
جھوٹی اور خود مسیح کو بھی آپ کے عقیدہ
کی رُو سے جھوٹا اور لعنتی (معاذ اللہ)
ماننا پڑے گا۔ کیونکہ لکھا ہے کہ "جو کوئی
لکڑی پر لٹکایا گیا وہ لعنتی ہے۔" (گلتی ۳/۱۳
استثناء ۲۱/۲۳)

۵۔ پادری صاحب! آپ نے کہا ہے کہ مسیح
صلیب پر مر کر تیسرے دن جی اُٹھا تھا۔
آپ نے مسیح کا وفات پانا تو مان لیا مگر
ان کے زندہ ہو جانے کا آپ کا اعتقاد
آپ کی بائیبل کے مخالف ہے جو کہتی ہے
کہ مُردہ زندہ نہیں ہوتا۔ دیکھئے:-

(الف) حضرت داؤد نے اپنے بیٹے کی موت
کے بعد کہا کہ:-
"جب تک وہ لڑکا زندہ تھا تو میں
نے روزہ رکھا اور میں روتا رہا۔
کیونکہ میں نے سوچا کیا جانے کہ
خداوند کو مجھ پر رحم آجائے کہ وہ
لڑکا جیتا رہے۔ پر اب تو وہ مر گیا
پس میں کس لئے روزہ رکھوں؟ کیا
میں اُسے لوٹا لا سکتا ہوں؟ میں تو
اُس کے پاس جاؤں گا پر وہ میرے
پاس نہیں لوٹنے کا۔"
(۲۔ سموئیل ۱۲/۲۲-۲۳)

(ب) "جیسے بادل پھٹ کر غائب ہو جاتا
ہے ویسے ہی وہ جو قبر میں اُترتا ہے
پھر کبھی اُوپر نہیں آتا۔ وہ اپنے گھر
کو پھر نہ لَوٹے گا۔ نہ اس کی جگہ اسے
پھر پہچانے گی۔" (ایوب ۷/۹-۱۰)

(ج) "زندہ جانتے ہیں کہ وہ مریں گے۔
پر مُردے کچھ بھی نہیں جانتے اور
اُن کے لئے اور کچھ اجر نہیں کیونکہ
اُن کی یاد جاتی رہی ہے۔ اب اُن
کی محبت اور عداوت و حسد سب
نیست ہو گئے اور تا ابد ان سب
کاموں میں جو دُنیا میں کئے جاتے ہیں
ان کا کوئی حصہ بخرہ نہیں۔"
(واعظ ۹/۵-۶)

(د) "انسان مر کر پڑا رہتا ہے بلکہ انسان
دَم چھوڑ دیتا ہے اور پھر وہ کہاں
رہا؟ ..... آدمی لیٹ جاتا ہے اور
اُٹھتا نہیں جب تک آسمان ٹل نہ
جائے وہ بیدار نہ ہوں گے اور
نہ اپنی نیند سے جگائے جائیں گے۔
..... اگر آدمی مر جائے تو کیا وہ پھر
جئے گا؟" (ایوب ۱۴/۱۰-۱۴)

(ھ) خود مسیح نے بار بار کہا ہے کہ "دنیا

مجھے پھر نہ دیکھے گی۔"
(یوحنا ۱۴/۱۹ وغیرہ)

ان حوالوں کی موجودگی میں اگر مسیح زندہ ہوگیا تو بائیبل جھوٹی ٹھہری یا یہ مانیئے کہ مسیح مرکر زندہ نہیں ہوئے۔ نیز مسیح کے جی اُٹھنے کا انجیلی زبان کے رُو سے یہ مطلب ہوسکتا ہے کہ اسباب موت کے باوجود آپ بچ گئے جیسا کہ پولوس کے بیان میں بھی ہے کہ "میں ہر روز مرتا ہوں (۱-کرنتھی ۱۵/۳۱) یعنی خدا مجھے روز بچا لیتا ہے۔

پادری صاحب دیکھئے! اعمال باب میں لکھا ہے کہ یسوع "ان کے دیکھتے دیکھتے اُوپر اُٹھا لیا گیا اور بدلی نے اُسے اُن کی نظروں سے چھپا لیا اور . . . . دو مرد سفید پوشاک پہنے انکے پاس آ کھڑے ہوئے اور کہنے لگے اے گلیلی مردو! تم کیوں کھڑے آسمان کی طرف دیکھتے ہو؟ ۔ یہی یسوع جو تمہارے پاس سے آسمان پر اُٹھایا گیا ہے اسی طرح پھر آئے گا جس طرح تم نے اسے آسمان پر جاتے دیکھا ہے"۔ (اعمال ۱/۹-۱۱) اور یسوع نے صلیبی موت کے پیالہ سے بچنے کی دعا نہیں کی ان کی موت پہلے واقع ہوگئی تھی۔ انہوں نے صلیب پر صرف دُکھ اُٹھائے ہیں۔

احمدی ۱- پادری صاحب! میں نے بار بار آپ سے مطالبہ کیا اور اب پھر کرتا ہوں کہ اگر آپ چاروں انجیلوں میں سے کسی ایک میں سے بھی مسیح کا آسمان پر جانا دکھا دیں تو میں آپ کو انعام کی پیشکش کرتا ہوں۔ اگر آپ کہیں تو میں آپ کو انجیل بھجوا دوں؟

۲- آپ نے اعمال باب کا حوالہ پڑھا ہے اوّل تو وہ الہامی نہیں، دوم اس عبارت سے پہلے یہ لکھا ہؤا موجود ہے کہ:-

"اس نے دُکھ سہنے کے بعد بہت سے ثبوتوں سے اپنے آپ کو ان پر زندہ ظاہر بھی کیا۔ چنانچہ وہ چالیس دن تک انہیں نظر آتا رہا اور خدا کی بادشاہی کی باتیں کہتا رہا۔" (اعمال ۱/۳)

اس سے معلوم ہؤا کہ مسیح صلیب پر مرا نہیں تھا بلکہ اس نے صرف دُکھ اُٹھایا تھا۔ پھر اسی اعمال ۲۶/۲۳ میں لکھا ہے کہ:-

"خدا نے سب نبیوں کی زبانی پیشتر خبر دی تھی کہ اس کا مسیح دُکھ اٹھائیگا۔"

انجیل کے دیگر حوالوں سے بھی مسیح کے دُکھ اٹھانے کا ذکر ملتا ہے نہ کہ صلیب پر مرنے کا۔ اور جن لوگوں کو مسیح نظر آئے اوّل تو اُن کے نام تک معلوم نہیں کہ تحقیق ہوسکتی۔ اور پھر اغلب یہ ہے کہ وہ لوگوں کو اسی طرح کشفی طور پر نظر آئے جیسا کہ موسیٰ اور ایلیا حواریوں کو باتیں کرتے دکھائی دیئے تھے۔ اور اس کا "رؤیا"

ہونا انجیل متی ۱۷/۳-۹ میں صاف موجود ہے۔
(بائیبل ۱۸۸۶ء/۱۸۹۵ء وغیرہ)۔

۳۔ پادری صاحب! آپ نے صلیبی موت سے بچنے کی دعا کا انکار کیا ہے۔ معلوم ہوتا ہے آپ نے انجیل کا مطالعہ نہیں کیا ورنہ کیا عبرانیوں کے نام خط میں یہ لکھا ہوا نہیں ہے کہ :-

"اُس نے اپنی بشریت کے دنوں
میں زور زور سے پکار کر اور آنسو
بہا بہا کر اسی سے دُعائیں اور
التجائیں کیں جو اس کو موت سے
بچا سکتا تھا۔ اور خدا ترسی کے
سبب اُس کی سُنی گئی۔ اور با وجود
بیٹا ہونے کے اُس نے دُکھ اُٹھا اُٹھا کر
فرمانبرداری سیکھی اور کامل بن کر
اپنے سب فرمانبرداروں کے لئے
ابدی نجات کا باعث ہوا۔"

(عبرانیوں ۵/۷-۹)

اِس حوالہ میں صاف طور پر موت سے بچنے کی دُعا اور صلیب پر صرف دُکھ اُٹھانے کا ذکر ہے۔ اگر مسیح مر گیا تھا تو بعد مرنے کے "فرمانبرداری سیکھنے" اور "کامل بننے" کے کیا معنی؟

۴۔ مسیح نے اپنی دوبارہ آمد کو ایلیا کی طرح بتایا ہے (متی ۱۷/۱۲) اور پھر کہا ہے کہ:-

"اب سے مجھے پھر ہرگز نہ دیکھو گے
جب تک نہ کہو گے کہ مبارک ہے
وہ جو خداوند کے نام پر آتا ہے"
(متی ۲۳/۳۹، لوقا ۱۳/۳۵)

یعنی حضرت مسیح خود نہ آئیں گے بلکہ آپ کے نام پر کوئی اور ہی شخص آئے گا۔

۵۔ جناب مسیح نے یہ بھی کہا کہ مَیں "نئی پیدائش" میں آؤں گا۔ (متی ۱۹/۲۸) ورنہ کیا حضرت مریمؑ بھی آکر دوبارہ مسیح کو جنم دیں گی؟

۶۔ پادری صاحب! جناب مسیح نے اپنی آمد کو "چور کی طرح" اچانک اور نئے لباس اور بھیس میں آنا بتایا ہے جیسا کہ لکھا ہے کہ:-

"مَیں چور کی طرح آؤں گا۔"
(مکاشفہ ۳/۳، متی ۲۴/۴۲-۴۴، لوقا ۱۲/۳۹-۴۰
۲-پطرس ۳/۱۰، ۱-تھسلنیکیوں ۵/۲ وغیرہ)

پادری صاحب! آپ لوگ مسیح کی اصالتاً دوبارہ آمد سے ہاتھ دھو بیٹھیں کہ

سر کو پیٹو آسماں سے اب کوئی آتا نہیں
عمرِ دنیا سے بھی اب تو آ گیا ہفتم ہزار

پادری صاحب | یسوع مسیح نے اپنی آمد ثانی کا صاف اعلان کیا ہے کہ :-

"ابن آدم اپنے باپ کے جلال میں
اپنے فرشتوں کے ساتھ آئے گا"
(متی ۱۶/۲۷)

اور ان کی آمد سے پہلے "سورج تاریک

ہو جائے گا اور چاند اپنی روشنی نہ دے گا۔ اور ستارے آسمان سے گریں گے اور آسمان کی قوتیں ہلائی جائیں گی اور اُس وقت ابن آدم کا نشان آسمان پر دکھائی دے گا۔" (متی ۲۴/۲۹-۳۰) اور یسوع مسیح نے یہ بھی خبر دی کہ میرے بعد جھوٹے مسیح اور جھوٹے نبی اُٹھ کھڑے ہوں گے!" (متی ۲۴/۲۴)

احمدی: ۱۔ پادری صاحب! مسیح کی آمد ثانی کے متعلق موجودہ اناجیل میں باہمی شدید اختلاف سے پریشان ہو کر آپ کے ایک بڑے اور مشہور پادری "قسیس معظم آرچ ڈیکن برکت اللہ ایم۔اے" کو صاف یہ اعتراف کرنا پڑا ہے کہ:-

(الف) "اس امر کا امکان ہے کہ حواریوں اور انجیل نویسوں نے خداوند کے کلمات طیبات کی اپنے خیالات کے مطابق سمجھنے کی کوشش کر کے آپ کے مبارک الفاظ کو بغیر جانے بوجھے بے خبری سے یہودی خیالات کے رنگ میں رنگ دیا۔ چونکہ خداوند کے بہت سے ایسے کلمات تھے جن کو سمجھنے سے حواری قاصر رہتے تھے (متی ۱۵/۱۶، ۱۶/۹-۱۱۔ مرقس ۸/۱۷-۲۱ وغیرہ)۔ یہ اغلب ہے کہ خداوند کی آمد ثانی اور الٰہی سلطنت کے قیام و وسعت کے لطیف اشارات اور کنایہ کو وہ سمجھنے سے قاصر رہے ہوں۔ ...... ہم جانتے ہیں کہ آمد ثانی کے متعلق انجیل نویسوں نے اپنی سمجھ کے مطابق چند امور کو اس طرح سمجھا جس طرح خداوند نے نہیں فرمایا تھا۔"

(کلمۃ اللہ کی تعلیم ص۱۱ بار دوم ۱۹۵۲ء)

(ب) "نہایت اغلب ہے کہ شاگرد اس تعلیم کو جو کلمۃ اللہ نے آمد ثانی کے متعلق دی تھی نہ سمجھے ہوں اور اپنے ہمعصروں کے خیالات کے مطابق آپ کے الفاظ کو سمجھ کر ان خیالات کو انجیل میں جگہ دیدی ہو۔"

(" " ص۱۲)

(ج) "اگر خداوند نے فی الحقیقت یہ فرمایا تھا کہ "میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ جو یہاں کھڑے ہیں اُن میں سے بعض ایسے ہیں کہ جب تک ابن آدم کو اس کی بادشاہت میں آتے ہوئے نہ دیکھ لیں موت کا مزہ ہرگز نہ چکھیں گے" (متی ۱۶/۲۸) اور وقائع نگاروں نے ابن اللہ کے مفہوم کو صحیح طور پر ادا کیا ہے تو آپ کی لاثانی تعلیم اور نادر اصول بے معنی

ہو جائیں گے۔ اگر آپ نے درحقیقت
شاگردوں سے فرمایا تھا کہ "میں تم
سے سچ کہتا ہوں کہ تم اسرائیل
کے سب شہروں میں پھر نہ چکو گے
کہ ابن آدم آجائے گا" (متی ۱۰/۲۳)
تو آپ کا شاگردوں کو یہ فرمانا اور
حکم دینا بے معنی ہوگا کہ تم جا کر
سب قوموں کو شاگرد بناؤ... اور
دیکھو میں دنیا کے آخر تک ہمیشہ
تمہارے ساتھ ہوں۔"
(کلمۃ اللہ کی تعلیم صـ۱۷۹)

پادری صاحب! ان مشکلات سے
بچنے کی راہ وہی ہے جو ایلیا کی آمد ثانی کے
بارہ میں جناب مسیح نے اختیار فرمائی کہ
آپ کی دوبارہ آمد بھی کسی دوسرے وجود
میں یعنی مسیح ناصری کی "روح اور قوت"
کے ساتھ ہونا مقدر تھی (لوقا ۱/۱۷)

۲۔ مسیح کی آمد ثانی کو ایلیا کی طرح قرار دینے
کے علاوہ یسعیاہ نبی نے اس کا آنا "مشرق"
سے بیان کیا ہے نہ کہ آسمان سے۔ عربی
بائیبل کے الفاظ یہ ہیں:۔

"مَنْ اَنْهَضَ مِنَ الْمَشْرِقِ
الَّذِیْ یُلَاقِیْهِ النَّصْرُ
عِنْدَ رِجْلَیْهِ"

یعنی کس نے اس (راستباز) کو
مشرق سے برپا کیا کہ جس کے پاؤں
کو نصرت (الٰہی) چومے گی۔"
(یسعیاہ ۴۱/۲)

۳۔ مسیح کی آمد کے نشانات سے ہمیں اتفاق
ہے اور یہ بھی درست ہے کہ بعض نشانات
ان کی آمد سے پہلے ظاہر ہوں گے اور بعض
بعد میں۔ مگر سنت اللہ یہی ہے کہ خدا
نبی کو بھیج کر حجت تمام کرنے کے بعد عذاب
بھیجا کرتا ہے جیسا کہ تورات میں لکھا ہے:۔

(۱) "اگر تو خداوند اپنے خدا کی آواز کا
شنوا نہ ہوگا.... تو ایسا ہوگا کہ یہ
ساری لعنتیں تجھ پر اتریں گی اور تجھ
تک پہنچیں گی۔" (استثناء ۲۸/۱۵)

(۲) اعمال ۳/۲۳ میں ہے کہ "جو شخص اس نبی
کی نہ سنے گا وہ امت میں سے نیست و نابود
کر دیا جائے گا۔" (نیز دیکھیں استثناء ۱۸/۱۹)

(۳) کلسی ۳/۶ میں ہے کہ "خدا کا غضب نافرمانی
کے فرزندوں پر نازل ہوتا ہے۔"

(۴) خود جناب مسیح نے حضرت نوحؑ اور لوطؑ
کی مثالوں سے بتایا ہے کہ طرح طرح کے
عذاب مسیح کی آمد کے بعد آئیں گے۔
چنانچہ فرمایا:۔

"جیسا نوح کے دنوں میں ہوا تھا
اسی طرح ابن آدم کے دنوں
میں ہوگا کہ لوگ کھاتے پیتے تھے

اور ان میں بیاہ شادی ہوتی تھی اُس
دن تک جب نوح کشتی میں داخل
ہُوا اور طوفان نے آکر سب
کو ہلاک کیا۔ اور جیسا لوط کے
دنوں میں ہُوا تھا کہ لوگ کھاتے پیتے
اور خرید و فروخت کرتے اور درخت
لگاتے اور گھر بناتے تھے لیکن جس
دن لوط سدوم سے نکلا آگ اور
گندھک نے آسمان سے برس کر
سب کو ہلاک کیا۔ ابن آدم
کے ظاہر ہونے کے دن بھی
ایسا ہی ہوگا۔" (لوقا ۱۷/۲۶-۳۰)

پادری صاحب! آپ ہی بتا دیں کہ حضرت
نوحؑ اور حضرت لوطؑ نبی پہلے آئے تھے
یا کہ عذاب پہلے وارد ہوئے تھے؟ اور
لوقا، متی وغیرہ اناجیل اور بائیبل سے
خدا کی سُنّت کیا ظاہر ہوتی ہے؟

۱۸۹۴ء میں چاند اور سورج کا گرہن
ہو جانا، ستاروں کا گرنا، طاعون اور
زلزلوں وغیرہ عذابوں کا آنا اور لڑائیوں
کا سلسلہ کیا اس بات کو ظاہر نہیں کرتا کہ
ایلیا کی طرح مسیحؑ کے مثیل کی آمد مشرق سے
ہو چکی جن کے دعویٰ کے بعد دنیا میں طرح
طرح کے عذاب نازل ہو رہے ہیں؟

۴۔ پادری صاحب! آپ کا یہ کہنا کہ مسیحؑ کے
بعد جھوٹے مسیح اور جھوٹے نبی اُٹھ کھڑے
ہوں گے۔ کیا آپ کو معلوم نہیں کہ:۔

(الف) یہ امر حواریوں کے زمانہ میں ہی واقع
ہو چکا جس کو انجیل نویسوں نے بھی تسلیم
کرکے لکھ دیا تھا۔ سُن لیجئے:۔

۱۔ بریسوع نامی جھوٹا نبی (اعمال ۱۳/۶)
۲۔ جھوٹے رسول (مکاشفہ ۲/۲، ۲۔کرنتھی ۱۱/۱۳)
۳۔ اور جھوٹے نبی (ططس ۱/۱۲، ۲۔پطرس ۲/۱،
مکاشفہ ۱۶/۱۳)
۴۔ "بہت سے جھوٹے نبی دنیا میں نکل کھڑے
ہوئے ہیں" (۱۔یوحنا ۴/۱)
۵۔ ایک اور جھوٹا نبی جو پکڑا گیا (مکاشفہ ۱۹/۲۰)
۶۔ ایزبل نامی نبیہ عورت (مکاشفہ ۲/۲۰) وغیرہ
وغیرہ۔

(ب) پادری صاحب! یہ بھی بتائیں کہ ایک طرف
آپ یہ خیال ظاہر کرتے ہیں کہ:۔
"شریعت اور انبیاء یوحنا تک رہے"
(لوقا ۱۶/۱۶، متی ۱۱/۱۳)
گویا یوحنا کے بعد سلسلۂ نبوت ختم ہو گیا اور
آئندہ کوئی سچا نبی برپا نہ ہوگا۔ اسی لئے
مسیح کے بعد جھوٹے نبیوں کے آپ قائل
ہیں لیکن دوسری طرف آپ لوگ کئی سچے
نبیوں اور رسولوں کا ہونا بھی یقین کرتے
ہیں۔ مثلاً کیا یہ نبی عیسائیوں کے نزدیک
جھوٹے تھے؟ اگر نہیں تو کیوں؟ عہدنامہ جدید

میں تو لکھا ہے کہ بعض عورتیں بھی نبی تھیں :-

۱۔ "حنّاہ نام فنوایل کی بیٹی ایک نبیہ تھی .... رات دن روزوں اور دعاؤں کے ساتھ عبادت کیا کرتی تھی" (لوقا ۲/۳۶-۳۷)

۲۔ "انطاکیہ میں کئی نبی اور معلّم تھے یعنی برنباس اور شمعون" (اعمال ۱/۱۳)

۳۔ "چند نبی یروشلم سے انطاکیہ میں آئے ان میں سے ایک اگبس نام تھا۔ جس نے کھڑے ہو کر رُوح کی ہدایت سے ظاہر کیا کہ تمام دُنیا میں بڑا کال پڑے گا۔ اور یہ کلودیس کے عہد میں واقع ہوا" (اعمال ۱۱/۲۷-۲۸، ۲۱/۱۰)

۴۔ "یہوداہ اور سیلاس نے جو خود بھی نبی تھے۔ بھائیوں کو بہت سی نصیحت کر کے مضبوط کر دیا" (اعمال ۱۵/۳۲)

۵۔ "فلپس مبشر کی چار کنواری بیٹیاں تھیں جو نبوت کرتی تھیں" (اعمال ۲۱/۹-۱۰)

الغرض کئی مرد اور عورتوں کو سچے نبی مانا گیا ہے۔

بالآخر پادری صاحب! بتائیں کہ اگر بالفرض جناب مسیح خود ہی دوبارہ آجائیں اور آپ کی طرح ان کے منکرین جب جھوٹے مسیح کے متعلق انجیلی حوالے نکال کر آپ کے سامنے پیش کر کے ان کو بھی جھوٹا مسیح قرار دیں گے تو اس کا جواب آپ کے پاس کیا ہوگا؟ و آخر دعوٰنا ان الحمد للہ رب العٰلمین ٭

قابلِ غور اقتباس

"دنیا میں اس وقت جتنے ترقی یافتہ ممالک ہیں جیسے امریکہ، انگلستان، فرانس، جرمنی، سوئٹزرلینڈ، بلجیم، ہالینڈ، جاپان وغیرہ یہ سارے غیر مسلم ممالک ہیں ان میں ہر طرح خوشحالی، آسودگی اور ترقی کا دَور دَورہ ہے۔ ان کے مقابلے میں جتنے بھی اسلامی ممالک ہیں جیسے مراکش، الجیریا، مصر، شام، حجاز، سوڈان وغیرہ ان میں ہر طرف پسماندگی، مفلسی، خستہ حالی اور فاقہ کشی مسلط ہے۔ یہ سارے ملک ترقی یافتہ ملکوں کے محتاج ہیں اور ان سے مالی امداد حاصل کرنے کی کوشش میں لگے رہتے ہیں۔ کیا یہ حیرت انگیز صورت حال نہیں کہ دنیا کے ہر حصے میں مسلمان پستی اور ذلت میں ڈوبے ہوئے ہیں؟ مسلمانوں سے تو خداوند قدوس کا یہ وعدہ ہے کہ تم ہی غالب رہو گے، شان و شوکت تمہاری ہوگی، عزت تمہاری ہوگی، اقوامِ عالم کی امامت تم کرو گے تو پھر یہ بدبختی کیوں؟"

(لولاک لائل پور ۱۲ جون ۱۹۷۳ء)

الفرقان - آیت کریمہ وَاَنۡتُمُ الۡاَعۡلَوۡنَ اِنۡ كُنۡتُمۡ مُّؤۡمِنِيۡنَ میں ایماندار ہونے کی شرط موجود ہے۔ مذکورہ حالات بلحاظ مجموعی [illegible] ثابت کرتے ہیں کہ مسلمان درحقیقت ایمان [illegible] ہیں ٭

مرے جنوں کو میسّر ہے گردِ کوئے رسولؐ

(نتیجۂ فکر جناب سیّد محمّد میاں صاحب سلیم شاہجہانپوری نوابشاہ سندھ)

جفا و ظلم کو حد سے گزار دوگے اگر ❊ گلِ وفا کے عوض نوکِ خار دوگے اگر
یہ بوجھ سر سے تم اپنے اتار دوگے اگر ❊ بتاؤ تم مجھے کافر ہزار دوگے اگر
تو چھین لوگے مرے دل سے آرزوئے رسولؐ؟

تصوّرات کی دنیا کے نرم جھونکوں سے ❊ فضائے عالمِ بالا کے نرم جھونکوں سے
ہوائے کوئے مدینہ کے نرم جھونکوں سے ❊ نسیمِ وادیٔ بطحا کے نرم جھونکوں سے
کھو گئے بن کے نہ آئیں وہ مشکبوئے رسولؐ

زمانہ ہو گیا واقف تمہاری شورش سے ❊ تمہاری خود غرضی سے تمہاری سازش سے
مجھے مٹا نہ سکو گے تم اپنی کاوش سے ❊ نہیں خبر ہے کہ میری رگوں میں گردش سے
عزیز تر ہے مرے خوں کو آبروئے رسولؐ

شجرِ وفا کا برومند گو رہے نہ رہے ❊ یہ دل جفاؤں پہ خورسند گو رہے نہ رہے
یہ زیست میرے لئے قند گو رہے نہ رہے ❊ یہ جسم و روح کا پیوند گو رہے نہ رہے
رہے گی روح میں میری یہ جستجوئے رسولؐ

چراغِ مصطفویؐ سے جلا سراج مرا ❊ بگاڑ لے گی عدو بن کے کیا سماج مرا
جدا چلن ہے جہاں سے الگ رواج مرا ❊ شکوہ و شوکت و شاہی نہیں مزاج مرا
مرے جنوں کو میسّر ہے گردِ کوئے رسولؐ

خدا کے فضل پہ نازاں جہاں میں پھیل گئے ❊ جو نیک دل تھے مسلماں جہاں میں پھیل گئے
غیور و صاحبِ ایماں جہاں میں پھیل گئے ❊ جو لے کے ہاتھ میں قرآں جہاں میں پھیل گئے
انہیں کو آپ نے فرما دیا عدوئے رسولؐ

یہ میرا دل نہیں الفت کا اک خزینہ ہے ❊ یہ بامِ معرفتِ حق کا ایک زینہ ہے
یہ مُہرِ خاتمِ انسانیت نگینہ ہے ❊ یہ قلبِ صافیٔ مومن بھی ایک مینا ہے
بھری ہے جس میں مئے الفت سبوئے رسولؐ

مدیر لولاک کی مفتریات

لائل پور سے ایک ہفت روزہ "لولاک"
نامی مولوی تاج محمود صاحب کی ادارت میں شائع
ہوتا ہے۔ آجکل ہمارے مخالف علماء بے انتہا
غلط بیانیوں پر اُتر آئے ہیں مگر یہ ہفت روزہ
تو سب پر **سبقت** لے گیا ہے۔ اس اخبار کی ہر
اشاعت میں متعدد جھوٹ شائع ہوتے ہیں۔
غالباً مولوی تاج محمود صاحب کا خیال ہے کہ
احمدیوں کو جھوٹ کے ذریعہ ہی شکست دی جا سکتی
ہے۔

۲۰ مئی ۱۹۷۳ء کو حضرت امام جماعت
احمدیہ ایدہ اللہ بنصرہ نے جماعتہائے احمدیہ کے
نمائندوں کی **مجلس شوریٰ** بلائی۔ اس شوریٰ میں کراچی
سے پشاور تک کی جماعتوں کے پانچ سو کے قریب
نمائندے شامل ہوئے۔ اس شوریٰ کی کارروائی
کی رپورٹ روزنامہ الفضل میں شائع ہو چکی ہے
مگر آپ یہ ملاحظہ فرمائیے کہ مدیر لولاک کیا گل
کھلاتے ہیں۔ لکھتے ہیں:-

"اس اجلاس میں حسب ذیل ایجنڈا پر
غور و خوض کیا گیا (۱) مرزائی فوجیوں کی
سازش اور بغاوت میں گرفتار ہو جانے
کے جماعت پر اثرات۔ ان کو ازالہ کس
طرح ہو اور ان فوجیوں کو کس طرح چھڑایا
جائے۔

(۲) سردار عبد القیوم خان کی حکومت کا تختہ
اُلٹنے کے لئے جتنا روپیہ دیا گیا تھا اور
جو سکیم دی گئی تھی اس میں کامیابی نہیں
ہوئی۔ مزید کیا اقدامات کئے جائیں کہ
سردار عبد القیوم خان صدر آزاد کشمیر
کے عہدہ پر فائز نہ رہ سکیں اور کشمیر اسمبلی
میں منظور ہونے والی قرارداد قانونی شکل
نہ اختیار کر سکے۔

(۳) جماعت کا مستقبل مخدوش ہے۔ کیا کوئی
بہت بڑی گڑبڑ کر کے اقتدار پر ابھی
قبضہ کر لیا جائے یا جماعت کے ہیڈ کوارٹر
کو افریقہ کے کسی مناسب اور محفوظ مقام
پر تبدیل کر لیا جائے اور جماعت کی اہم
شخصیتیں یہاں سے خاموشی کے ساتھ
فرار ہو جائیں۔

(۴) جماعت کے لوگ جو جماعت کے مستقبل
کے متعلق شکوک و شبہات میں پڑ کر جماعت
سے بددل ہو رہے ہیں ان کی وابستگی کو
مضبوط رکھنے اور چندہ وغیرہ کو بحال

رکھنے کے لئے تجاویز۔"

(لولاک لائل پور، جون ۱۹۷۳ء)

اِس جعلی، خود ساختہ اور سراسر مجموعۂ مفتریات ایجنڈا کو درج کرنے کے بعد مولوی تاج محمود نے مزید لکھا ہے کہ:۔

"مرزا ناصر احمد نے اس اجلاس میں بہت لمبی تقریر کی اور شوریٰ کو بتایا کہ اب تک ان "مسائل" کے متعلق کیا کیا کوششیں کی گئی ہیں۔"

الفرقان ۔ نہ شوریٰ کا یہ ایجنڈا تھا اور نہ ہی حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ نے ان "مسائل" کے بارے میں کچھ ارشاد فرمایا۔ یہ سب محض افترا اور جھوٹ ہے۔ یہ سب "مسائل" مدیر لولاک کے دماغ کی اختراع ہیں۔ ہم یہ وضاحت محض اسلئے کر رہے ہیں تا کل کو دوسرے اخبارات عدم تردید کا بہانہ بنا کر مزید شگوفے نہ چھوڑنا شروع کر دیں۔

ہم تو حیران ہیں کہ روز مرہ شائع کئے جانے والے جھوٹوں کے پلندہ کی ہم کتنی تردیدیں کریں اللہ ہی اِن لوگوں کو سمجھ دے۔ افوّض امری الی اللّٰہ واللّٰہ بصیرٌ بالعباد ؛

درخواست

الفرقان کے ہر بہی خواہ کو چاہیئے کہ اس کی خریداری میں اضافہ کرے۔ (مینجر)

شذرات

(بقیہ از صفحہ)

۵ محض ارتداد کی سزا قتل نہیں

اِن دونوں علماء نے پھر اپنے عدم تدبر فی القرآن کا مزید ثبوت یوں فراہم کیا ہے کہ وہ محض مرتد کے قتل کو قرآنی اور اسلامی سزا قرار دے رہے ہیں۔ ہم اس پر پہلے بھی لکھ چکے ہیں آئندہ ایک مفصل مقالہ بھی زیر ترتیب ہے۔ اس وقت ہم دو مستند غیر احمدی علماء کی آراء اس بارے میں نقل کرتے ہیں:۔

اوّل ۔ مولوی محمد حنیف صاحب ندوی کہتے ہیں کہ:۔

"قرآن حکیم میں مجھے کوئی ایسی آیت نظر نہیں آتی جس میں محض ارتداد کی سزا قتل قرار دی گئی ہے۔ اور مرتد کے ذہن میں بغاوت، مذہب یا ریاست سے غداری تحرک کرتا نہ ہو اس کی سزا قتل نہیں۔ پھر یہودیت اور عیسائیت میں کوئی قانون ایسا نہیں جس میں ارتداد کی سزا قتل قرار دی گئی ہو۔ اس طرح ہمارا "لاجک" (LOGIC) بھی غلط ہو جاتا ہے۔ پھر اس سے اسلام میں داخل ہونے والوں کی حوصلہ شکنی ہوتی ہے اور ہم "دین میں جبر نہیں" سے منفا دم پالیسی پر چل نکلتے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ مرتد کو صرف اسی صورت میں سزا دی جاسکتی ہے جب وہ

محض ارتداد ہی نہ کرے بلکہ اس کے ساتھ اور بھی اسباب ہوں مثلاً مابعد الطبیعات اعتقادات سے ارتداد کرنے والے شخص کی قرآن میں کوئی سزا نہیں۔ یعنی اگر کوئی شخص خدا، یوم آخرت یا اس نوع کے مابعد الطبیعاتی اعتقادات سے ارتداد کرتا ہے تو ہم اسے قرآن کی رُو سے قتل نہیں کر سکتے البتہ بغاوت، فتنہ یا مقابلہ کی صورت میں مرتد کو قتل کیا جا سکتا ہے۔"

(نوائے وقت ۷ رجون ۱۹۷۳ء)

دوم۔ علامہ علاؤ الدین صدیقی فرماتے ہیں کہ:۔

"قرآن حکیم میں ارتداد کی سزا کسی بھی جگہ قتل بیان نہیں کی گئی۔ سورۃ البقر، آل عمران اور سورۃ مائدہ میں ارتداد کا ذکر ہے مگر اس کی سزا کہیں بھی قتل قرار نہیں دی گئی۔ سورۃ البقر میں ہے (ترجمہ) "تم میں سے جو کوئی اس دین سے پھرے گا اور کفر کی حالت میں جان دیگا اس کے اعمال دنیا اور آخرت دونوں میں ضائع ہو جائیں گے۔ ایسے سب لوگ جہنمی ہیں اور ہمیشہ جہنم میں ہی رہیں گے۔" سورۃ مائدہ میں ارشاد خداوندی ہے (ترجمہ) "اے ایمان والو اگر تم میں سے کوئی اپنے دین سے پھرتا ہے (تو پھر جائے) اللہ اور بہت سے لوگ ایسے پیدا کر دیگا جو اللہ کے محبوب ہوں گے اور اللہ ان کو محبوب ہوگا جو مومنوں پر نرم اور کفار پر سخت ہوں گے۔ جو اللہ کی راہ میں جدوجہد کریں گے اور کسی ملامت کرنے والے کی ملامت سے نہیں ڈریں گے۔ جسے چاہتا ہے عطا کرتا ہے۔ اللہ وسیع ذرائع کا مالک ہے اور سب کچھ جانتا ہے۔" سورۃ آل عمران میں بھی خداوند ارض و سماء نے آیت نمبر ۸ سے آگے اسی مفہوم کی آیات نازل کی ہیں۔ رہا حدیث نبوی کا تعلق، تو جن احادیث کی بناء پر فقہاء نے ارتداد کی سزا قتل قرار دی ہے ان سے بھی یہ ظاہر ہوتا ہے کہ محض ارتداد کو واجب القتل قرار نہیں دیا گیا بلکہ اس کے ساتھ بغاوت، فتنہ، فساد، مقابلہ یا اسی نوع کے دیگر اسباب بھی پائے گئے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ قتل کی سزا ارتداد کی مفرد صورت میں نہیں مرکب صورت میں ہے۔ فقہاء کے زمانے میں محض ارتداد ہوتا ہی نہیں تھا بلکہ یہ بغاوت بن جاتا تھا... دین میں جبر نہ ہونے کا مطلب یہی ہے کہ نہ دین میں کسی کو شامل کرنے اور نہ اس کے دین سے نکل جانے پر کوئی جبر واجب ہے۔" (نوائے وقت ۷ رجون ۱۹۷۳ء)

الفرقان۔ قرآن پاک میں ارتداد کی مزعومہ بنیادی سزا قتل کے عدم ذکر سے دو باتوں میں سے ایک ضرور ماننی پڑیگی (۱) یا تو معاذ اللہ قرآن مجید ناقص ہے اور (۲) یا پھر یہ سزا ہی شرعی سزا نہیں۔ ہمارے نزدیک مؤخر الذکر بات ہی درست ہے۔

مودودی اور میاں طفیل محمد کے پیچھے نماز ناجائز ہے

اقتباس ملاحظہ فرمائیے :-

"مولانا عبدالستار خان نیازی نے کوثر نیازی کے شرکت کا خیر مقدم کرتے ہوئے کہا کہ جمعیت علماء پاکستان کو جماعت اسلامی سے شدید مذہبی اختلافات رہے ہیں۔ اس لئے متحدہ جمہوری محاذ سے اتحاد بھی ایک محدود مقصد کے پیش نظر کیا ہے۔ انہوں نے مزید کہا کہ میں نے مولانا مودودی اور میاں طفیل محمد کی اقتداء میں نماز بھی کبھی ادا نہیں کی کیونکہ کسی صحیح العقیدہ مسلمان کے لئے ان کی امامت میں نماز کی ادائیگی مناسب نہیں ہے۔" (نوائے وقت ۲۸ مئی ۱۹۷۲ء)

الفرقان - قرآن مجید کا ارشاد برحق ہے
تَحْسَبُهُمْ جَمِيعًا وَقُلُوبُهُمْ شَتّٰى ؕ

ماہنامہ محدث کی مخصوصی پیشکش
مدیر خواجہ عبدالسلام آزر
ایک جامع مثالی اور علمی شاہکار
جس میں
ملک کے مشاہیر اہل علم حضرات کے علاوہ مولانا ابوالکلام آزاد اور قاضی سلیمان منصورپوری کے غیر مطبوعہ نادر اور فکر انگیز مقالات ہدیۂ قارئین ہیں۔

- سید ابوالاعلیٰ مودودی (تازہ غیر مطبوعہ تحریر)
- جسٹس پیر محمد کرم شاہ الازہری
- ڈاکٹر برہان احمد فاروقی
- ڈاکٹر امان اللہ خان
- حافظ نذر احمد
- مولانا عنایت اللہ وارثی
- مولانا عزیز زبیدی
- ابو سلمان شاہجہانپوری
- پروفیسر خالد علوی
- واصم نعمانی
- آباد شاہ پوری
- ثریا جبیں
- نظر زیدی
- اختر راہی
- محمد امین (سابق مدیر ہفتہ وار ...) — اور — کئی دوسرے مشاہیر —

شعرائے کرام
- احسان دانش
- عبدالعزیز خالد
- منظور حسین عباسی
- عاصی ...
- حفیظ تائب
- شفیق کوٹی
- طاہر قریشی
- عبدالرحمٰن عاجز
- خواجہ عبدالسلام آزر

قیمت ۳ روپے صرف

مستقل خریداروں کے لیے خاص رعایت
تاجر حضرات کے لیے معقول کمیشن

مجلس التحقیق الاسلامی ۹۹ گارڈن ٹاؤن لاہور
ٹیلیفون: ۸۰۰۵۵

ایک دواخانہ

جسے

خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ نے سنہ ۱۹۱۱ء میں اپنے مبارک ہاتھوں سے اپنے شاگردوں کے لئے جاری فرمایا۔

اِس دواخانہ کی ایک کرن

حکیم نظام جان اینڈ سنز

کی شکل میں ساٹھ برس سے خدمتِ انسانیت میں بہتر سے بہتر طور پر مصروفِ عمل ہے اور حضرت خلیفۃ المسیح اول کے شاگرد والد محترم حکیم نظام جان صاحب اس دواخانہ کی سرپرستی فرماتے رہے ہیں۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اپنی دکھی مخلوق کی بہترین خدمت کی توفیق بخشے

میسرز حکیم نظام جان اینڈ سنز گوجرانوالہ و ربوہ

ہر قسم کا سامان سائنس

واجبی نرخوں پر خریدنے کے لئے

الائیڈ سائنٹیفک سٹور

گنپت روڈ لاہور

کو

یاد رکھیں

اسلام کی روز افزوں ترقی کا آئینہ دار

تحریکِ جدید

آپ خود بھی یہ ماہنامہ پڑھیں

اور

غیر از جماعت دوستوں کو پڑھائیں

چندہ سالانہ: صرف دو روپے

(مینجنگ ایڈیٹر)

اَلفِردَوس

انارکلی میں

لیڈیز کپڑے کے لئے

آپ کی اپنی

دکان ھے

اَلفِردَوس

۸۵-انارکلی-لاہور

مفید اور مؤثر دوائیں

نور کا جل

ربوہ کا مشہور عالم تحفہ ہے
آنکھوں کی صحت اور خوبصورتی کیلئے نہایت مفید
خارش، پانی بہنا، ناخنہ، ضعفِ بصارت
وغیرہ امراضِ چشم کے لئے نہایت ہی مفید ہے۔ عرصہ
ساٹھ سال سے استعمال میں ہے۔
خشک و تر قیمت سوا روپیہ

تریاقِ اٹھرا

اٹھرا کے علاج کے لئے حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ
کی بہترین تجویز جو نہایت عمدہ اور اعلیٰ اجزاء کے
ساتھ پیش کی جا رہی ہے۔
اٹھرا بچوں کا مُردہ پیدا ہونا، پیدا ہونے کے
بعد جلد فوت ہو جانا یا چھوٹی عمر میں فوت ہو جانا یا
لاغر ہونا ان تمام امراض کا بہترین علاج ہے۔
قیمت پندرہ روپے

خورشید یونانی دواخانہ رجسٹرڈ

گولبازار ربوہ - فون نمبر ۵۳

(طابع و ناشر: ابو العطاء جالندھری۔ مطبع: ضیاء الاسلام پریس ربوہ۔ مقام اشاعت: دفتر ماہنامہ الفرقان ربوہ)

June, 1973 Regd. No L 5708

Monthly AL-FURQAN Rabwah

FINE

MARBLE INDUSTRIES (Regd.)

MARBLE SPECIALISTS, ARTISTS, PROCESSORS
EXPORTERS & IMPORTERS

★ Artistic

★ Marble

★ Handicrafts

★ Flooring

★ Stairs

★ Fountains

★ Bird Baths

and all others decorations best & selected quality guaranteed.

For your Bungalows, Houses, Buildings, Gardens, Theatres, Bathrooms, and other requirement our Factory can supply you Marble of different colours i.e., White Black — Pink — Maroon — Grey — Zebra and white with green Lines and Shades, of all sizes tiles and slabs. We specially manufacture tile of Baths 4"x4"x8"3/8 and 6"x6"x3/8" at very reasonable competitive rates Kindly contact our SALE CENTRE for your requirements of MARBLE.

2, South East Corner,
Central Com. Area off Tariq Road,
Opp. P.B S. Petrol Pump
P.E.C.H.S. KARACHI—29.

Managing Partner:

Fine Marble Industries

**27/268, Industrial Area,
KORANGI, (KARACHI)
Phone 414248**

شیزان
گھر بھر کی خوشی
اور صحت کا
ضامن ہے
شیزان
انٹرنیشنل لمیٹڈ
بیڈن روڈ، لاہور